☆ مجلہ "کلمۂ حق" کی خصوصی اِشاعت کے حوالے سے دُشنام باز دیوبندی ٹولے کے اعتراض کا دندان شکن جواب

☆ مولوی طارق جمیل دیوبندی کی طرف سے حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی گستاخی (قسط اوّل)

☆ مولوی ابوایوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی کی جہالت کا ثبوت

☆ مولوی نور محمد ٹانڈوی دیوبندی کے سیاہ جھوٹ کی نقاب کشائی

☆ امام المتکلمین حضرت مولانا نقی علی خان کی کتاب "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کے پوتے مولوی عمار خان ناصر دیوبندی کی نظر میں

☆ متحدہ ہندوستان میں وہابیت دیوبندیت کا آغاز

☆ مولوی ابوایوب دیوبندی کے ایک عظیم دجل کا انکشاف

☆ دیوبندی خود بدلتے نہیں کتابوں کو بدل دیتے ہیں: (قسط: ۱۴)

☆ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی، سراج الیقین دیوبندی اور مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری دیوبندی، اللہ تعالیٰ کے "بے اَدب" ہیں: مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کا فتویٰ

مدیر:
عبد المصطفیٰ قادِری رضوی
ای میل: kalimaehaq92@gmail.com
فیس بک پیج: kalimaehaq92

بفیضانِ نظر:

☆ شیخ الاسلام والمسلمین، تاج المحققین، اِمام اِہلِ سُنَّت، مجد دِ دین وملت،

حضرت علامہ مولانا مفتی قاری حافظ امام الشاہ **احمد رضا خان قادری** برکاتی حنفی بریلوی

☆ شیر بیشۂ اہلِ سُنَّت، مظہرِ اعلیٰ حضرت، اِمام المناظرین، فاتحِ مذاہبِ باطِلہ

حضرت علامہ مولانا ابوالفتح حافظ قاری **محمد حشمت علی خان قادری رضوی لکھنوی**

☆ وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ مفتیِ اعظمِ ہند، شہزادۂ مفسرِ اعظمِ ہند

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، رہنمائے قوم وملت، تاج الشریعہ

حضرت علامہ مولانا مفتی **محمد اختر رضا خاں قادری** رَحِمَهُمُ اللّٰه تَعَالٰی اَجْمَعِیْن

عقائدِ اہلِ سُنَّت کا محافظ

غیر مؤقّت — شمارہ نمبر: 15

مئی 2020 ☆ رمضان المبارک 1441ھ

مدیر: عبد المصطفیٰ قادِری رضوی

ای میل: kalimaehaq92@gmail.com

فیس بک پیج: kalimaehaq92

شمارہ ان مکتبوں سے حاصل کریں:

مکتبہ برکات المدینہ، جامع مسجد بہارِ شریعت، بہادر آباد، کراچی

مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، بالمقابل مین گیٹ عسکری پارک، کراچی

فہرست

	عنوانات	صفحہ نمبر
☆	اِداریہ مدیر کے قلم سے	3
☆	مجلّہ ''کلمۂ حق'' کی خصوصی اِشاعت کے حوالے سے دُشنام باز دیوبندی ٹولے کے اعتراض کا دندان شکن جواب	5
☆	مولوی طارق جمیل دیوبندی کی طرف سے حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کی گستاخی	15
☆	مولوی ابوایوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی کی جہالت کا ثبوت	32
☆	مولوی نور محمد ٹانڈوی دیوبندی کے سیاہ جھوٹ کی نقاب کشائی	41
☆	امام المتکلمین حضرت مولانا نقی علی خان کی کتاب ''اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد'' مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کے پوتے مولوی عمار خان ناصر دیوبندی کی نظر میں	49
☆	متحدہ ہندوستان میں وہابیت دیوبندیت کا آغاز	51
☆	مولوی ابوایوب دیوبندی کے ایک عظیم دجل کا انکشاف	70
☆	دیوبندی خود بدلتے نہیں کتابوں کو بدل دیتے ہیں	73
☆	حاجی اِمدادُ اللہ مہاجر مکی، مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی، سراج الیقین دیوبندی اور مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری دیوبندی، اللہ تعالیٰ کے ''بے اَدب'' ہیں: مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کا فتویٰ	84
☆	تبصرۂ کُتُب	87

اِداریہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قارئینِ کرام!

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُم وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

بِفَضۡلِہٖ تَعَالٰی وَبِکَرَمِ حَبِیۡبِہِ الۡاَعۡلٰی(جَلَّ وَعَلَا وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِـہٖ وَسَـلَّم) طویل وقفے کے بعد شائع ہونے والے ''مجلّہ کلمۂ حق'' کو اہلِ سنت کی جانب سے بہت پذیرائی ملی۔ جس پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں۔ ''کلمۂ حق'' کے متعلق دُشنام باز دیوبندی ٹولہ کچھ سال قبل اپنے گالی نامہ میں یہ لکھ چکا ہے کہ:

''اب ہمارے صبر کا پیمانہ بھی لبریز ہو چکا ہے۔'' (قہرِ حق، صفحہ ۷)

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں: مُوۡتُوۡا بِغَیۡظِکُمۡ.

حسبِ سابق اس بار بھی ''کلمۂ حق'' کے گذشتہ شمارہ کی اِشاعت پر مخالفین میں ماتم کی کیفیت تھی، کیونکہ (''کلمۂ حق'' کے) جواب میں جو گالی نامہ ان کی طرف سے انٹرنیٹ پر شائع کیا گیا، اس کو دیکھ کر یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ ''کلمۂ حق'' کی علمی گرفت نے کس طرح ان کو صدمہ پہنچایا ہے، مجھے خدشہ ہے کہ ''کلمۂ حق'' کی علمی ضربوں سے دُشنام باز ٹولہ مکمل طور پر پاگل نہ ہو جائے۔

ایک دلچسپ بات قارئین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں، بات کچھ یوں ہے کہ مجلّہ ''کلمۂ حق'' کے گذشتہ شمارہ کی اِشاعت پر مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی نے اپنے فیس

بک اکاؤنٹ پر لکھا کہ بریلویوں کی باسی کڑی میں اُبال آیا ہے (موصوف کو یہ بات لکھتے ہوئے شرم آنی چاہیے تھی، لیکن چونکہ شرم آنے کے لیے شرم کا وجود ہونا ضروری ہے اور وہ موصوف میں موجود نہیں، اس لیے ان کو یہ طعن کرتے ہوئے شرم نہ آسکی) ہمیں طعنہ دینے والے یہ موصوف خود اس ''مجلّہ نور سنت کراچی'' کے مدیر ہیں، جس کی اشاعت رُکے ہوئے پانچ سال سے زائد کا عرصہ گذر چکا ہے، آپ کے بقول ہم نے ''کلمہ ٔ حق'' شائع کیا ہے تو ہماری باسی کڑی میں اُبال آیا ہے، لیکن آپ کا اپنا ''مجلّہ نور سنت'' بھی تو کئی سال سے شائع نہ ہوسکا، اس کو کیا کہنا چاہیے؟ اس کا فیصلہ انصاف پسند قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ ''مجلّہ کلمہ ٔ حق'' کی اشاعت پر مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کے طعن سے یہ بات ایک بار پھر ثابت ہوگئی کہ ''دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں''۔

مدیر کے قلم سے

☆......☆......☆......☆
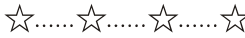
نوٹ: مضمون نگاروں سے ادارہ کا مکمل اتفاق ضروری نہیں۔

نام کتاب: مولوی الیاس گھمن، اپنے کردار کے آئینہ میں (حصہ اوّل)

مؤلف: میثم عباس قادری رضوی

صفحات: ۲۱۶

ناشر: اِدارہ تحفظِ عقائدِ اہلِ سنت، پاکستان

لاہور، کراچی میں موجود اہل سنت کے کتب خانوں سے حاصل کریں۔

اس کتاب میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں ایسے حقائق بیان کیے گئے ہیں جن کو جان کر ایک دین دار آدمی کا سر شرم سے جھک جائے۔

مجلّہ ''کلمۂ حق'' کی خصوصی اِشاعت کے حوالے سے دُشنام باز دیوبندی ٹولے کے اعتراض کا دندان شکن جواب

میثم عباس قادِری رضوی

اہلِ علم وفہم یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ: **کل امر مرھون باوقاتھا** ''تمام معاملات اپنے اَوقات کے بدلے رہن رکھے ہوئے ہیں''۔ لیکن کیا کریں کہ ہمارا واسطہ ایسے بدفہم اور بدعقل گروہ سے پڑا ہے جو عقلِ سلیم اور فہم وفراست سے عاری ہے، جی ہاں آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ میری مراد دیوبندی فرقہ ہے۔ بات کا پسِ منظر کچھ یوں ہے کہ آج سے قریباً ۱۱ سال قبل ۱۴۳۰ھ میں لاہور سے دیوبندی فرقہ کے ایک نام نہاد مناظر مولوی حماد دیوبندی اور اس کے چند حواریوں کی جانب سے ''راہِ سنت'' کے نام سے ایک مجلّہ کی اشاعت شروع ہوئی۔ یہ مجلّہ خاص طور پر ہم اہلِ سنت وجماعت کے خلاف شروع کیا گیا۔ اس کے ردّ عمل میں راقم نے اہلِ سنت کی طرف سے ان پر اوّلین اور مؤثر ضرب لگانے کا فیصلہ کیا اور ''کلمۂ حق'' کے نام سے مجلّہ کی اِشاعت شروع کردی۔ ''مجلّہ کلمۂ حق'' کی اِشاعت سے دیوبندی صفوں میں کھلبلی مچ گئی، جواباً دیوبندیوں نے اپنی عزّت بچانے کے لیے ذاتی حملوں اور (مجلّہ ''کلمۂ حق'' کی) چند باتوں کے نام نہاد جواب میں دجل وفریب پر مشتمل رسالہ ''سیفِ حق'' شائع کیا۔ دُشنام باز دیوبندی ٹولے کا باطل شکن مجلّہ ''کلمۂ حق'' میں کیے گئے تمام اعتراضات کے جوابات دینے کی بجائے صرف چند اعتراضات کا برائے نام جواب دینا، دیوبندیوں کے امام مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کے اُصول کے مطابق ہمارے مقابل

دیوبندیوں کی شکست پر مہرِ تصدیق ثبت کر گیا۔ کیونکہ قاضی شمس الدین دیوبندی نے جب مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کی کتاب ''سِمَاعُ الْمَوْتٰی'' کا جواب لکھا، تو مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

''وہ 'سِمَاعُ الْمَوْتٰی' کے جواب میں بہت ہی بُری طرح ناکام ہوئے ہیں اور ''سِمَاعُ الْمَوْتٰی'' میں سینکڑوں حوالوں سے نظر بچا کر کمال بزرگی کے پیشِ نظر صرف چند حوالوں کا جواب زیبِ قرطاس فرما کر اور کچھ اِدھر اُدھر کی غیر متعلق باتیں کر کے اور آخر میں بزرگانہ نصیحت فرما کر جواب سے فارغ الذمہ ہو گئے ہیں۔''

(الشہاب المبین، صفحہ ۱۱، ۱۲، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ)

کچھ سطر بعد مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے اس رَدّ پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ اُصول بیان کیا کہ:

''کسی بھی اہلِ علم سے یہ بات مخفی نہیں ہو سکتی کہ جب بھی کوئی شخص کسی کتاب یا کسی مضمون کی تردید کرتا ہے تو بزعمِ خویش اس میں قابلِ مواخذہ سب باتوں کو ضرور ملحوظ رکھتا ہے جو باتیں قابلِ تردید ہوتی ہیں ان کی خوب دِل کھول کر تردید کرتا ہے اور جو باتیں صحیح یا لا جواب ہوتی ہیں ان پر خاموشی اختیار کر لیتا ہے۔''

(الشہاب المبین، صفحہ ۱۲، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ)

اسی صفحہ پر مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے قاضی شمس الدین دیوبندی کے جواب پر تبصرہ کرتے ہوئے مزید لکھا:

''محترم جناب قاضی صاحب نے کتاب ''سِمَاعُ الْمَوْتٰی'' میں درج شدہ صدہا صریح حوالوں میں سے صرف چند کا انتخاب فرمایا ہے اور بقیہ پر چُپ سادھ لی ہے، جو اس بات کا واضح تر قرینہ ہے کہ بقیہ

سب حوالے درست اور استدلالات بالکل صحیح ہیں اور لاجواب ہیں،
ورنہ اُن پر بھی ضرور گرفت کرتے۔''

(الشہاب المبین، صفحہ۱۲، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ)

اس کے اگلے صفحہ پر بھی مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے قاضی شمس الدین دیوبندی کو مشورہ دیتے ہوئے لکھا:

''خود محترم جناب قاضی صاحب کے لیے بھی اور اس مسئلہ میں ان کے جملہ حواریوں کے لیے بھی یہی مناسب ہے کہ کتاب 'سِمَاعُ الْمَوْتٰی' کے تنقید اور گرفت سے بالاتر دلائل اور حوالوں کو آنکھیں بند کر کے قبول کرلیں، کیونکہ وہ السکوت فی معرض البیان بیان کے قاعدہ کے لحاظ سے صحیح اور لاجواب ہیں۔''

(الشہاب المبین، صفحہ۱۳، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ)

مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے اپنی ایک اور کتاب میں بھی لکھا ہے:

''صرف دو چار حوالوں کا انتخاب کر کے اپنی حواریوں کو یہ باور کرا دینا کہ جواب ہوگیا یا ہم جواب میں سرخرو ہوگئے ہیں، کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔''

(باب جنت، صفحہ۲۷۵، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ)

دیوبندیوں کے مزعومہ ''امامِ اہلِ سنت'' مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کے پیش کیے گئے ان پانچوں اقتباسات کی روشنی میں ہمارا یہ کہنا بالکل دُرُست ہے کہ مجلّہ ''کلمۂ حق'' کے جن اکثر اعتراضات کا جواب دُشنام باز دیوبندی ٹولے کی جانب سے نہیں دیا گیا، وہ بالکل صحیح اور کسی بھی طرح کی گرفت اور تنقید سے بالاتر ہیں، اسی لیے تو دیوبندی ان کا جواب دینے سے عاجز ہوئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔

مجلّہ ''کلمۂ حق'' کے جواب میں دیوبندیوں کے شائع کردہ مجلّہ ''سیف حق'' کا جواب دینے کے لیے مجلّہ ''کلمۂ حق'' میں ایک سے زائد مرتبہ اعلان کیا گیا کہ دیوبندی

مجلّہ ''سیفِ حق'' کے جواب میں خصوصی شمارہ شائع کیا جارہا ہے۔ دیوبندی مجلّہ ''سیفِ حق'' کے اکثر حصہ کا جواب لکھا ہوا راقم کے پاس موجود ہے، لیکن مصروفیات کے سبب اسے مکمل نہ کر سکنے کی وجہ سے شائع نہیں کیا جاسکا۔ خیر جب خصوصی شمارہ اعلان کے مطابق شائع نہ ہوسکا تو دُشنام باز دیوبندی ٹولے نے اسے راقم کا جھوٹ قرار دیتے ہوئے لکھا:

''جھوٹ نمبر۱: ضروری اعلان: ''کلمۂ حق'' کا اگلا شمارہ خصوصی شمارہ ہوگا جو کہ ''کلمۂ حق'' کے جواب میں دیوبندیوں کے دجل وفریب کے مجموعے ''سیفِ حق'' کے منہ توڑ جواب پر مبنی ہوگا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ یہ شمارہ کم وبیش ۲۵۰ سے ۳۰۰ صفحات پر مشتمل ہوگا، جس میں دیوبندیوں کی ایسی درگت بنے گی جسے اِنْ شَاءَ اللّٰہُ کبھی نہیں بھولیں گے، اس خصوصی شمارہ کی قیمت ۱۰۰ سے ۱۲۰ روپے تک متوقع ہے۔ قارئین نوٹ فرمالیں (رضوی) (کلمہ باطل، ش۸، ص۴۸)''۔ اس اعلان کے بعد شمارہ نمبر۹ خصوصی شمارہ ہونا چاہیے تھا، مگر دو سال گذر گئے، شمارہ نمبر۱۲ آ گیا، یہ شمارہ نہ آیا۔ کیا یہ میثم کا بدترین جھوٹ نہیں؟ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ'' (مجلّہ سوط الحق، صفحہ۶)

قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ بدعقل دیوبندیوں نے اعلان کے بعد خصوصی شمارہ شائع نہ کر سکنے کو جھوٹ قرار دیا ہے۔ اب ذیل میں دُشنام باز دیوبندی ٹولہ کے ''مجلّہ راہِ سنت، لاہور'' میں شائع ہونے والے وہ اعلانات پیش کیے جارہے ہیں جو آج تک پورے نہیں ہوسکے۔ لہٰذا دُشنام باز دیوبندی ٹولہ کے اُصول کے مطابق دیوبندیوں کے یہ سب اعلانات بدترین جھوٹ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی لعنت کا سبب ہیں۔

''لطمہ اہل السنہ'' کی اشاعت کے متعلق بدترین دیوبندی جھوٹ:

(۱) مولوی حماد دیوبندی کی زیرِ اِدارت شائع ہونے والے دیوبندی مجلّہ ''راہِ سنت'' کے شمارہ نمبر۱ میں یہ اعلان شائع ہوا:

''لطمہ اہل السنۃ، عنقریب کتابی شکل میں آپ کے سامنے ہوگا، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی''

(سہ ماہی دیوبندی مجلّہ راہ سنت، لاہور۔ شمارہ:۱، صفحہ۴۔ بابت: جمادی الثانی/رجب/شعبان: ۱۴۳۰ھ)

(۲) دیوبندی مجلّہ ''راہِ سنت'' شمارہ نمبر ۷ میں پھر اعلان شائع ہوا:

''اہم اعلان: پچھلے شمارے اور اس شمارے میں ''عباراتِ اکابر پر تنقید کے جائزے'' کی قسط شامل نہیں کی جاسکی، جس کی وجہ سے اس قسط کے مضمون کا طویل ہونا تھا، اپنی طوالت، اہمیت اور جامعیت کی وجہ سے اس کو اکٹھا شائع کرنے میں فائدہ زیادہ تھا، مگر چونکہ صفحات مضامین کی کثرت کی وجہ سے بچ نہیں پا رہے تھے، اس لیے وہ قسط شامل نہیں کی جاسکی۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ اگلے شمارے میں ضرور شامل ہوگی۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ پہلی جلد کا مسودہ کمپوز ہو رہا ہے، جلد ہی منظرِ عام پر آجائے گی۔''

(دوماہی مجلّہ راہِ سنت، لاہور۔ شمارہ: ۷، صفحہ ۱۵)

قارئین! دُشنام باز دیوبندی ٹولے کی جانب سے جون ۲۰۱۰ء کے قریب ''مجلّہ راہِ سنت، لاہور'' میں کیا گیا اعلان آپ نے ملاحظہ کیا، جس میں یہ کہا گیا کہ اگلے شمارے (یعنی شمارہ نمبر ۸) میں مولوی حماد دیوبندی کے مضمون ''عباراتِ اکابر پر تنقید کا جائزہ'' کی اگلی قسط ضرور شائع ہوگی، نیز ''عباراتِ اکابر پر تنقید کا جائزہ'' (یعنی لطمہ اہل السنہ) کتابی صورت میں بھی جلد منظرِ عام پر آجائے گی۔ لیکن اگلے شمارے میں نہ تو اس مضمون کی قسط شائع ہوئی اور نہ ہی (تاحال مئی ۲۰۲۰ء تک) ''لطمہ اہل السنہ'' یعنی ''عباراتِ اکابر پر تنقید کا جائزہ'' کتاب شائع ہوسکی۔ لہٰذا دُشنام باز دیوبندی ٹولے کے اُصول کے مطابق یہ دیوبندیوں کا بدترین جھوٹ قرار پایا۔ **لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ**۔

(۳) ''لطمہ اہل السنہ'' یعنی ''عباراتِ اکابر پر تنقید کا جائزہ'' کی اشاعت کے متعلق اوّلین اعلان کے قریباً دوسال بعد دیوبندی مجلّہ ''راہِ سنت''، لاہور کے شمارہ نمبر ۸ میں ایک بار پھر یہ اعلان شائع کیا گیا کہ:

''عباراتِ اکابر پر تنقید کا جائزہ، کی پہلی جلد عنقریب چھپ کر آرہی ہے۔''

(دوماہی مجلّہ راہِ سنت، لاہور۔ شمارہ: ۸، صفحہ ۱۴)

قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ دوماہی مجلّہ ''راہِ سنت'' کے شمارہ نمبر ا (۱۴۳۰ھ)،

شمارہ نمبر۷ اور شمارہ نمبر۸ میں دیوبندیوں کی جانب سے بار بار یہ اعلان کیا جاتا رہا کہ مولوی حماد دیوبندی کی کتاب ''لطمہ اہل السنہ''یعنی ''عباراتِ اکابر پر تنقید کا جائزہ'' عنقریب شائع ہورہی ہے۔اس وقت رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ/مئی ۲۰۲۰ء ہے۔جس کے مطابق کتاب ''عباراتِ اکابر پر تنقید کا جائزہ''(''لطمہ اہل السنہ'') کی کتابی صورت میں اِشاعت کے اوّلین اعلان کو قریباً ۱۱سال ہوگئے ہیں،لیکن ابھی تک یہ جواب کتابی شکل میں شائع نہیں ہوسکا۔لہٰذا دُشنام باز دیوبندی ٹولہ کے اُصول کے مطابق یہ دیوبندیوں کا بدترین جھوٹ ہے۔لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ۔

مولوی حماد دیوبندی کا بدترین جھوٹ:

(۴) مولوی حماد دیوبندی نے لکھا:

''عاجز کی کتاب ''تصویر کے دورُخ'' کا مطالعہ فرمائیں جو عنقریب اِنۡ شَـاءَ اللّٰه شائع ہونے لگی ہے۔''

(مجلّہ راہِ سنت، لاہور۔شمارہ:۲،صفحہ۴۶۔بابت رمضان المبارک/شوال المکرّم ۱۴۳۰ھ)

مولوی حماد دیوبندی نے ۱۴۳۰ھ میں اپنی کتاب ''تصویر کے دورُخ'' کی اِشاعت کا اعلان کیا۔لیکن قریباً ۱۱سال ہوچکے ہیں،''عباراتِ اکابر پر تنقید کا جائزہ'' کی طرح یہ کتاب بھی اب تک شائع نہ ہوسکی۔لہٰذا دُشنام باز دیوبندی ٹولے کے اصول کے مطابق یہ بھی مولوی حماد دیوبندی کا بدترین جھوٹ قرار پایا۔لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ۔

مجلّہ ''راہِ سنت''، لاہور کے ''کنز الایمان نمبر'' کی اِشاعت کے متعلق بدترین دیوبندی جھوٹ:

(۵) مولوی حماد دیوبندی نے مجلّہ ''راہِ سنت'' لاہور کے شمارہ نمبر۵ کے اِداریہ میں اعلان کیا کہ:

''اِنۡ شَـاءَ اللّٰه عنقریب ''میلاد نمبر'' کی طرز پر ''کنز الایمان نمبر'' شائع کرنے کا

فیصلہ کیا گیا ہے۔‘‘(دوماہی مجلّہ راہِ سنت لاہور۔شمارہ:۵،صفحہ۱۲)

(۶) مجلّہ ’’راہِ سنت‘‘ لاہور، شمارہ نمبر۶ میں بھی اعلان شائع ہوا، جس میں ’’کنزالایمان نمبر‘‘ کی اشاعت کا مہینہ، صفحات کی تعداد اور قیمت کا تعیُّن کرتے ہوئے لکھا گیا کہ:

’’راہِ سنت کا ۹واں شمارہ (محرم/صفر) اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ’’کنزالایمان نمبر‘‘ ہوگا۔کُل صفحات اِنْ شَاءَ اللّٰہ ۳۰۰ ہوں گے، قیمت سوروپے ہوگی، ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں (اِدارہ)‘‘

(دوماہی مجلّہ راہِ سنت لاہور۔شمارہ:۶،صفحہ۱۲)

(۷) مجلّہ ’’راہِ سنت‘‘ لاہور، شمارہ نمبر۷ میں بھی ایک بار پھر مولوی حماد دیوبندی کی طرف سے اعلان شائع ہوا کہ:

’’کنزالایمان نمبر کا اعلان کیا گیا تھا، وہ محرم، صفر کا شمارہ ہوگا، قیمت ۱۰۰روپے، صفحات ۳۰۰ ہوں گے۔اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی‘‘

(دوماہی دیوبندی مجلّہ ’’راہِ سنت‘‘، لاہور۔شمارہ:۷،صفحہ۱۴)

قارئین! ملاحظہ فرمائیں کہ دُشنام باز دیوبندی ٹولہ کی جانب سے ’’مجلّہ راہِ سنت، لاہور‘‘ کے مسلسل تین شماروں میں بالترتیب اعلان کیا گیا کہ:

’’مجلّہ راہِ سنت، لاہور‘‘ کا ’’کنز الایمان نمبر‘‘ شائع کیا جارہا ہے۔ یہ نمبر اس کا ۹واں شمارہ بابت محرم/ صفر ہوگا، اس کے صفحات کی تعداد ۳۰۰ ہوگی اور اس کی قیمت سوروپے ہوگی۔‘‘

لیکن کئی سال گذر جانے کے باوجود بھی ’’مجلّہ راہِ سنت، لاہور‘‘ کا ۹واں شمارہ ’’کنزالایمان نمبر‘‘ شائع نہ ہوسکا۔ اور یہ مجلّہ اپنا وعدہ وفا کیے بغیر ہی بند ہوگیا۔ دُشنام باز دیوبندی ٹولہ کے اُصول کے مطابق یہ بھی دیوبندیوں کا بدترین جھوٹ قرار پایا۔لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ۔

مولوی فیاض طارق دیوبندی کا جھوٹ:

(۸) مولوی فیاض طارق دیوبندی نے دیوبندی مجلّہ ''راہِ سنت''، لاہور شمارہ:۲ میں لکھا:

''اس سوال کا جواب کہ سبز پگڑی کی ابتداء کب سے اور کیسے ہوئی اور کیوں ہوئی، یہ سب کچھ اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ آپ کو ملے گا، لیکن اگلے شمارے میں۔''

(مجلّہ راہِ سنت، لاہور۔شمارہ:۲، صفحہ ۳۴)

مولوی فیاض طارق دیوبندی کے اِس اعلان کے بعد ''مجلّہ راہِ سنت، لاہور'' کے ۶ مزید شمارے شائع ہوئے، لیکن ان میں سبز پگڑی کے خلاف مذکورہ مضمون شائع نہیں کیا گیا۔ لہٰذا دُشنام باز دیوبندی ٹولے کے اُصول کے مطابق مولوی فیاض طارق دیوبندی کا یہ اعلان بدترین جھوٹ قرار پایا۔ لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ۔

راقم کے مضامین کے جواب کے میں مولوی حماد دیوبندی کی شکست اور بدترین جھوٹ:

(۱۰) مولوی حماد دیوبندی، مدیر مجلّہ ''راہِ سنت'' نے لکھا کہ:

''میثم صاحب کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ آنجناب کے تمام اعتراضات بشمول ضیاء الرحمٰن فاروقی والے اعتراض کے، سب کا جواب اس تحریر میں دیا جائے گا اِنۡ شَآءَ اللّٰه۔ صفحات کی کمی کی وجہ سے ہم اس کو قسط وار شائع کرنے پر مجبور ہیں۔ (محمد حماد)''

(دوماہی مجلّہ راہِ سنت لاہور، شمارہ نمبر ۷، صفحہ ۳۴)

مولوی حماد دیوبندی کئی سال پہلے راقم کے اعتراضات (بشمول ضیاء الرحمٰن فاروقی والے اعتراض) کا جواب دینے کا اعلان تو کر گئے، لیکن تا حال جواب نہ دے سکے۔ لہٰذا دُشنام باز دیوبندی ٹولے کے اصول کے مطابق یہ ان کی شکست اور بدترین جھوٹ ثابت ہوا۔ لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ۔

دُشنام باز دیوبندی ٹولے کی شکست اور بدترین جھوٹ:

(۱۱) مولوی حماد دیوبندی کی زیرِ ادارت شائع ہونے والے دیوبندی مجلّہ ''راہِ سنت''

میں لکھا گیا:

''میثم رضاخانی اوراس کی اُنگلی پکڑکر چلنے والے دیگر رضاخانیوں کے اعتراضات کے جوابات بنام سیفِ حق منظرعام پرآگئے ہیں۔آئندہ میثم اوراس کی جھوٹی پارٹی کے کسی اعتراض کا جواب ''راہِ سنت'' میں نہیں دیاجائے گا، بلکہ صرف ''سیفِ حق'' میں شائع ہوں گے۔''

(دوماہی مجلّہ راہِ سنت، لاہور۔شمارہ:۸،صفحہ۶۵)

قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ دُشنام باز دیوبندی ٹولے کی جانب سے ''راہِ سنت'' کے شمارہ نمبر۸ میں باطل شکن مجلّہ ''کلمہ حق'' کے نام نہاد جواب ''سیف حق'' کے شائع ہونے کا اعلان کیا گیا اورساتھ یہ بھی لکھا گیا کہ آئندہ میثم (قادری) و دیگر کے اعتراضات کے جوابات صرف ''سیفِ حق'' میں شائع ہوں گے۔لیکن کیا کہیے کہ مولوی حماد دیوبندی کی جانب سے راقم کے اعتراضات کے جواب میں ''سیف حق'' کا صرف ایک ہی شمارہ شائع ہوسکا۔لہٰذادُشنام باز دیوبندیوں کے اصول کے مطابق یہ اعلان دیوبندیوں کا بدترین جھوٹ قرار پایا۔لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ کیا کہ دُشنام باز دیوبندی ٹولے کے اصول کے مطابق راقم نے مجلّہ راہِ سنت کی انتظامیہ مولوی حماد دیوبندی اورمولوی فیاض طارق دیوبندی کوکذاب اورشکست خوردہ ثابت کردیاہے، اگریہ سچے ہوتے اوران کے پاس ہمارے اعتراضات کاجواب ہوتاتویہ ان کا جواب ضرور شائع کرتے۔ یہ سب گفتگو دیوبندی اصول کومدنظر رکھ کرکی گئی ہے۔

دیوبندی مجلّہ ''سیفِ حق'' میں مولوی حماد دیوبندی کی طرف سے دیوبندی مذہب میں معتبر حیثیت کی حامل کتاب ''مکالمۃ الصدرین'' کے معتبرہونے سے اِنکارکے جواب میں راقم کا ۶۰صفحات پر مشتمل رسالہ بنام ''کیامکالمۃ الصدرین جعلی کتاب ہے؟'' مئی ۲۰۱۸ء میں ''جمعیت اشاعتِ اہل سنت،نورمسجد، کاغذی بازار،کراچی'' سے شائع ہوچکا

ہے۔ دُشنام باز دیوبندی ٹولہ راقم کے اِس رسالہ سے بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ دیوبندی مجلّہ ''سیفِ حق'' کے جواب پر مشتمل باطل شکن مجلّہ ''کلمۂ حق'' کا خصوصی شمارہ دیوبندیوں کے لیے کس قدر رُسوائی اور پریشانی کا باعث ہوگا۔ قارئین کے لیے یہ بھی عرض کردوں کہ راقم نے مجلّہ ''کلمۂ حق'' میں یہ اعلان بھی کیا تھا کہ امام المناظرین، شیر بیشہ اہلِ سنت آفتِ جانِ دیوبندیت و وہابیت، حضرت علامہ مولانا حافظ قاری محمد حشمت علی خان لکھنوی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے رسائل کا مجموعہ بھی جلد شائع کیا جائے گا، لیکن افسوس کہ تادمِ تحریر وہ مجموعہ بھی فائنل کر کے شائع نہ کیا جاسکا۔ حالانکہ اس کی پہلی جلد کی تخریج و پروف ریڈنگ کا زیادہ تر کام ہو چکا ہے۔ دُشنام باز دیوبندی ٹولے نے اپنے حواریوں کو خوش کرنے کے لیے بار بار یہی تاثر دیا کہ ''سیفِ حق'' کا جواب شائع نہ کرنا جھوٹ، عاجزی اور شکست کی دلیل ہے۔ جس کا مسکت منہ توڑ جواب ان کو دے دیا گیا ہے۔ آخر میں کہنا چاہتا ہوں کہ ''سیفِ حق'' کا دندان شکن جواب بشرطِ زندگی وتوفیق ضرور دیا جائے گا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ تَمَّت۔

☆......☆......☆......☆
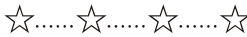
خلیفہ تاج الشریعہ وخلیفہ مجاز آستانہ عالیہ بلگرام شریف

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد راحت خان قادری مدظلہ العالی

(بانی وناظم دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف)

کے والد گرامی قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں، ادارہ حضرت مفتی صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی کامل مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(ادارہ)

قسط اوّل

مولوی طارق جمیل دیوبندی کی طرف سے حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کی گستاخی

میثم عباس قادری رضوی

مولوی طارق جمیل دیوبندی نے اپنی ایک تقریر میں حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کے بارے میں کہا:

''تہمت لگی، زلیخا نے تہمت لگائی، اور پھر جب وہ عورتوں میں بھی بات پھیل گئی کہ مجرم تو یوسف نہیں، مجرم تو زلیخا ہے تو (عزیزِ مصر کی بیوی کی) تھوڑی بدنامی ہونے لگی تو انہوں نے یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کو گدھے پہ بٹھا کے، منہ کالا کر کے پورے شہر میں چکر لگوایا اور پیچھے اعلان کروایا کہ: ھذا جزاء من اراد بسیدہ سوء۔ جو اپنے آقا سے بُرائی کرے اس کی یہ جزاء ہے۔''

حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے متعلق مولوی طارق جمیل دیوبندی کے اس بیان میں یہ بات کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہ بطورِ سزا: ''حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کا منہ کالا کیا گیا'' مولوی طارق جمیل دیوبندی کی من گھڑت اور حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی گستاخی پر مبنی ہے۔ مولوی طارق جمیل دیوبندی کی طرف سے حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی توہین پر کچھ دیوبندی علما بھی خاموش نہ رہ سکے اور تقریر و تحریر میں مولوی طارق جمیل دیوبندی کو توہینِ حضرتِ یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کا مرتکب قرار دے دیا، تفصیل ذیل میں پیش ہے۔

مولوی طارق جمیل دیوبندی نے حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی صریح گستاخی کی ہے: مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی

(۱) مشہور دیوبندی قلم کار مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی نے اپنے مقالہ میں دیوبندی فرقہ کے علما کے دوہرے معیار سے پردہ ہٹایا، اور اس ضمن میں مولوی مکی حجازی دیوبندی کے دوہرے معیار کا ذکر کرتے ہوئے مولوی طارق جمیل دیوبندی کی حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کی گستاخی کو 'صریح توہین آمیز کلمات' پر مشتمل قرار دیا، اقتباس ذیل میں ملاحظہ ہو:

''فی زمانہ ایک بڑا المیہ یہ ہے کہ شخصیات کے قد کاٹھ کے مطابق رائے اور فتویٰ دیا جاتا ہے۔ ابھی چند ماہ قبل مولانا طارق جمیل صاحب نے حضرت یوسف علی عَلَیْہِ السَّلَام کی جناب میں صریح توہین آمیز کلمات کہے تھے، جب مولانا طارق جمیل صاحب کا نام ذکر کیے بغیر مولانا محمد مکی صاحب سے اس ضمن میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ''یہ تو واضح توہینِ نبی ہے اور کہنے والے کو بار بار استغفار کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے حضور معافی مانگنے کے ساتھ ساتھ اسے ان کفریہ کلمات سے علانیہ توبہ کرنی چاہیے''۔ جب کہ اگلے ہی روز جب انہیں پتہ چلا کہ یہ الفاظ مولانا طارق جمیل صاحب نے کہے تھے، تو اُن کا جلال فوراً جمال میں تبدیل ہوگیا، گزشتہ کل جو ہونٹ شدتِ صدمہ سے کپکپا رہے تھے اب اُن پر اچانک لالی آ گئی اور انہوں نے دوراز کار تاویلات سے مولانا طارق جمیل صاحب کو بالکل نہتا کر کے سرخرو فرما دیا، ایک عام محلے کا امام مسجد اگر بعد از نماز جنازہ دعا کروا دیتا ہے تو وہ مرتکب بدعت کہلاتا ہے اور اگر مولانا طارق جمیل بیگم کلثوم نواز کی نماز ہ جنازہ کے بعد دعا کروا دیں تو وہ ایک عالمی مبلغ کا ''حکیمانہ فعل'' بن جاتا ہے۔ اللہ جانے یہ معمارانِ فطرت دن دیہاڑے تضادات کے پہاڑوں کے پہاڑ کس طرح اپنے سر پہ اٹھا لیتے ہیں؟ اگر کوئی عام، سادہ لوح مبلغ دورانِ گفتگو معیارِ

شرافت سے گری بات انجانے میں بھی کہہ ڈالے تو اس کے پیچھے ڈھول باندھ دیئے جاتے ہیں، اور اگر کراچی کے ایک معروف عالم دین درسِ قرآن مجید دیتے ہوئے اور سامنے قرآن مجید رکھے ہوئے بھی حیاء سوز اور نہایت میلی کچیلی گفتگو کرتے ہوں تو کہا جاتا ہے کہ دراصل حضرت جی کی طبیعت میں غلبۂ ظرافت ہے۔''

(مجلّہ صفدر، لاہور۔شمارہ ۱۰۷، ۱۰۸، صفحہ ۵۰)

نوٹ: مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی کے اس اقتباس کے آخر میں ''قرآن مجید سامنے رکھ کر حیاء سوز اور نہایت میلی کچیلی گفتگو'' کرنے والے جس معروف دیوبندی عالم کا نام نہیں بتایا گیا، اس کا نام ہم آپ کو بتائے دیتے ہیں، ان موصوف کا نام مولوی منظور مینگل دیوبندی (کراچی) ہے، جن کی ایک ویڈیو کافی مشہور ہوئی تھی جس میں موصوف نے قرآنِ پاک سامنے رکھ کر ''حیاسوز باتیں'' کی تھیں۔

اب مولوی طارق جمیل دیوبندی کی گستاخی کی طرف آیئے۔

۱۔ منقولہ بالا اقتباس میں مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی نے مولوی طارق جمیل کے حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے متعلق بیان کو ''صریح گستاخی'' پر مبنی قرار دیا ہے، اور یہ بات دیوبندی فرقہ کو بھی تسلیم ہے کہ کسی بھی پیغمبر کی گستاخی کرنا کفر ہے۔ لہٰذا مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی کے قول کے مطابق مولوی طارق جمیل دیوبندی، حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی صریح گستاخی کرکے کافر قرار پا گیا۔

۲۔ مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی نے دیوبندیوں کی اس روِش پر بھی تنقید کی کہ اگر ایک عام محلے کا امام مسجد اگر بعد از نمازِ جنازہ دعا کروا دیتا ہے تو وہ مرتکبِ بدعت کہلاتا ہے اور اگر مولوی طارق جمیل دیوبندی، بیگم کلثوم نواز کی نمازِ جنازہ کے بعد دُعا کروا دے تو دیوبندی تاویلات کرکے کے اس کو ''حکیمانہ فعل'' قرار دے دیتے ہیں۔

۳۔ اس اقتباس میں مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی نے مولوی مکی حجازی دیوبندی کی دورُخی اور جانبداری پر بھی تنقید کی ہے کہ جب نام لیے بغیر مولوی طارق جمیل کے بیان

کے متعلق ان سے حکم شرعی طلب کیا گیا تو انہوں نے اس کو توہینِ نبی قرار دیا اور توبہ کا حکم دیا۔لیکن جب موصوف مکی حجازی دیوبندی کو یہ معلوم ہوا کہ یہ بیان، جس پر انہوں نے کفر کا فتوی دیا ہے، مولوی طارق جمیل دیوبندی کا ہے، تو انہوں نے دوراز کار تاویلات سے مولوی طارق جمیل دیوبندی کو بے گناہ قرار دے دیا۔

(۲) مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی نے اپنے ایک اور مقالہ میں مولوی طارق جمیل دیوبندی کی جانب سے حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی گستاخی اور مولوی مکی حجازی دیوبندی کی دورُخی کا ردّ درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

''مولانا طارق جمیل صاحب اور مولانا مکی حجازی صاحب کا تساہل: آج سے تقریباً دس بارہ سال قبل حضرت امام اہلِ سنت رحمہ اللہ نے آزاد مبلغ مولانا طارق جمیل صاحب پر کچھ تبصرہ فرمایا تھا، جس میں بہت سے مسائل میں آزاد مبلغ کا طریقۂ واردات بیان فرمایا تھا، جس کے عینی گواہ موجود ہیں۔ وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت کا تبصرہ مبنی پر حقیقت تھا۔ حال ہی میں مولانا طارق جمیل صاحب نے ایک بیان میں حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام سے متعلق ایسی بات کہی جو توہین کے زمرے میں آتی ہے۔اس پر بہت سے علما نے تنقید فرمائی۔ ایک سوال کے ذریعہ بغیر نام لیے مولانا طارق جمیل صاحب کی بات مولانا مکی حجازی صاحب کے سامنے رکھی گئی، تو مکی صاحب نے دِل کھول کر اس کو کفر قرار دیا۔لیکن جب مکی صاحب کو پتہ چلا کہ اس کے قائل مولانا طارق جمیل صاحب ہیں، تو پھر مکی صاحب نے تساہل اختیار کر لیا''

(مجلّہ صفدر، لاہور۔شمارہ ۱۱۱،۱۱۲، صفحہ ۲۲)

اس اقتباس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے بھی مولوی طارق جمیل دیوبندی کا ردّ کیا تھا۔

مولوی طارق جمیل دیو بندی نے حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی گستاخی پر توبہ نہیں کی، لیکن میڈیا کے خلاف بیان دے کر میڈیا کے لوگوں سے معافی مانگ لی، جو کہ مقامِ عبرت ہے:

حمزہ احسانی دیو بندی (مدیر مجلّہ صفدر، لاہور)

(۳) مولوی سرفراز گکھڑوی دیو بندی کے پوتے اور مجلّہ صفدر لاہور کے مدیر حمزہ احسانی دیو بندی نے مولوی طارق جمیل دیو بندی کی حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی گستاخی پر ان الفاظ میں تبصرہ کیا ہے:

''مولانا طارق جمیل کی میڈیا سے معافی، مقامِ عبرت: مؤرخہ ۲۳ اپریل ۲۰۲۰ء بروز جمعرات کو وزیر اعظم پاکستان کی جانب سے قائم کردہ ''کورونا ریلیف فنڈ'' میں عطیات جمع کرنے کے لیے ایک پروگرام منعقد ہوا، جس میں مولانا طارق جمیل نے بھی شرکت کی، دورانِ گفتگو انہوں نے کہا کہ: ''صرف پاکستان کی بات نہیں، پوری دُنیا کا میڈیا جھوٹا ہے، سب سے زیادہ جھوٹ بولا جاتا ہے'' اور یہ بھی کہا کہ: ''ایک ٹی وی چینل کے مالک نے انہیں کہا تھا کہ: ''اگر چینل سے جھوٹ ختم ہو جائے تو چینل ہی ختم ہو جائے گا''۔ مولانا طارق جمیل صاحب کا میڈیا کے حوالے سے یہ دعویٰ بالکل مبنی بر حقیقت ہے، خصوصاً دِینی اَقدار اور اہلِ دین کے حوالے سے میڈیا کی اکثریت جھوٹ، یک رُخا پن، دھوکہ اور حقائق سے چشم پوشی ایک مسلمہ حقیقت ہے، لیکن افسوس کہ مولانا طارق جمیل میڈیا جیسے عفریت کے طنز و تشنیع اور تیز و تند تنقید کے سامنے اپنے اِس سچ پر قائم نہ رہ سکے اور ڈھیر ہو گئے۔ چنانچہ ایک ایک صحافی کو فون کر کے معافی مانگی، مولانا کی جو ریکارڈنگ ہم تک پہنچی، درج ذیل ہے:

''دُنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں جو خطا سے پاک ہو، بڑے سے بڑا علامہ ہو، زاہد ہو، شیخ ہو۔ نبی کے سوا ہر آدمی کی زبان لڑکھڑاتی ہے اور یہ انسانی فطرت ہے اور اس

کا اعتراف نہ کرنا شیطانیت ہے، میں اتنا بولتا ہوں، اتنا بولتا ہوں۔ میں اپنے اِن کلمات کو جسٹی فائی نہیں کررہا، بلکہ معذرت کررہا ہوں۔ حامد میر صاحب سے بھی میں معافی چاہتا ہوں، آپ سے بھی اور دوسرے بیٹھے ہیں ان سے بھی، مولانا طاہر اشرفی صاحب بیٹھے ہیں، آپ سب سے، جو بھی میڈیا سے متعلق ہیں، میں آپ سب سے معافی چاہتا ہوں، میری کوئی دلیل نہیں، مجھ سے غلطی ہوگئی، (مذکور ٹی وی چینل کے مالک کے حوالے سے کہا کہ) یہ معاملہ پرسنل ہے، ایک آدمی کی غلطی اور غلط بول ہے، اس کو میڈیا پر کہنا غیبت ہے، میں یہ نہیں بتاؤں گا، لیکن میں یہ حلفاً کہتا ہوں کہ: ٹاپ ٹین میں سے ایک نے کہا۔ آپ نام کی معذرت قبول کریں اور جو مجھ سے غلطی ہوئی، میں اس کا اعتراف کرتا ہوں، (میزبان کے سوال پر مزید کہا کہ:) بھائی مالک! میں تو پہلے ہی اعتراف کرچکا ہوں، اَب آپ اس کو کیوں دوہرارہے ہیں؟ اُس وقت سے میں نے اِن کا نمبر ڈھونڈنا شروع کیا، میں نے کوئی اِن کو دس کال کی، لیکن یہ مصروف تھے۔ میں نے کامران شاہد کو بھی ڈائریکٹ فون کرکے معذرت کی ہے، معافی مانگی ہے، جاوید چودھری کو کل ہی میں نے معذرت کردی تھی، اور بھائی حامد صاحب، شکر ہے بیٹھے ہوئے ہیں، ان سے بھی اور آپ سے بھی، جتنے بھی ہیں۔ میں اعتراف کرتا ہوں، اعتراف کے بعد مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ میرا سرنڈر ہے، میں اپنی اس چیز کی کوئی دلیل نہیں پیش کررہا۔ بھائی مالک! آپ کیوں بات لمبی کررہے ہیں، جب میں نے سرنڈر کرلیا، اعتراف کرلیا (میزبان کے مطالبے کہ: ''آپ آئندہ ہمارے ساتھ کھڑے ہوں'' کے جواب میں:) میں کھڑا ہوں، آپ کے ساتھ کھڑا ہوں۔ مالک بھائی! میں بندۂ ناچیز ہوں، خطا کا پُتلا ہوں، مجھ سے خطا ہوئی، میں بالکل اعتراف کرتا ہوں''۔

مقامِ عبرت یہ ہے کہ کچھ ہی عرصہ قبل اِنہی مولانا طارق جمیل صاحب نے حضرت یوسف عَلَيْهِ السَّلَام کے بارے میں ایسے کلمات کہہ دیے جو کسی بھی طرح ایک نبی کے

شایانِ شان نہیں، بلکہ بہرصورت بے ادبی و گستاخی کے زمرے میں ہی آتے ہیں۔ اُن کلمات کا خلاصہ دو جملے ہیں:۔ ۱: سزا کے طور پر گدھے پر بٹھا کر بازار میں چکر لگوایا۔ ۲: چہرہ مبارک سیاہ کیا گیا۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ)

مولانا کے اِس بیان پر تنقید ہوئی اور اُن سے معافی کا مطالبہ کیا گیا۔ لیکن چونکہ یہ مطالبہ میڈیا جیسے مافیا کی جانب سے نہیں تھا، بلکہ علما اور دین دار طبقہ کی جانب سے تھا، جن کی مولانا طارق جمیل کے ہاں کوئی اہمیت و وقعت نہیں ہے۔ اِس لیے مولانا اپنی غلط بات بلکہ (جھوٹ پر) ڈٹ گئے اور ایک عظیم الشان پیغمبر کے احترام میں معذرت، معافی، سرنڈر کے بجائے اپنی ناک اُونچی کرنے کی کوشش میں جت گئے۔ بڑی تگ ودَو اور کوشش کے بعد مولانا کو "تفسیر قرطبی" سے ایک موضوع اور من گھڑت روایت دستیاب ہوگئی جس میں ایک جملے کا تذکرہ تھا، دوسرے جملے کی بات اُس میں بھی نہیں تھی۔ مولانا طارق جمیل صاحب نے ایک پیغمبر کی ناموس کا لحاظ کرتے ہوئے کھلے دل سے معافی مانگنے کے بجائے ایک جملہ کہہ کر دامن جھاڑ لیا کہ "مجھ سے سہو ہوگیا"۔ اور "سہو" کا اقرار بھی کسی مجمعِ عام میں نہیں بلکہ کسی ایک آدمی کے سامنے فون پر کیا۔ کس قدر مقامِ عبرت ہے کہ: ساری دُنیا کو اَخلاق، عاجزی، جھک جانے، غلطی کا اعتراف کرنے اور زیادتی ہوجانے پر معافی مانگنے کا درس دینے والا مبلغ خود اِس قدر اخلاقی پستی کا شکار ہے کہ: میڈیا کے حوالے سے بولے گئے "سچ" پر تو ایک ایک کو فون کر کے معافیاں مانگ رہا ہے اور سرنڈر، سرنڈر کی تسبیح پڑھ رہا ہے، اور ایک پیغمبر کے حوالے سے بولے گئے جھوٹ کا سرِ عام اقرار کرنے اور معافی مانگنے کے لیے بھی تیار نہیں۔"

(مجلّہ صفدر، لاہور۔ شمارہ ۱۱۱، ۱۱۲، صفحہ ۷، ۸)

نوٹ: اس اقتباس میں قوسین میں درج تمام الفاظ اصل تحریر میں موجود ہیں۔

حمزہ احسانی دیوبندی کے مولوی طارق جمیل دیوبندی پر کیے گئے تبصرہ میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ مولوی طارق جمیل دیوبندی نے جلیل القدر پیغمبر حضرت یوسف عَلَیْہِ

السَّلَام کی شان کے خلاف گستاخانہ اور جھوٹے بیان پر معافی نہیں مانگی، لیکن دجالی میڈیا کے متعلق ایک سچی بات کہہ کر میڈیا کے دباؤ اور خوف کی وجہ سے صحافیوں کو فون کر کر کے ان سے معافی مانگی۔ جو کہ مقامِ عبرت ہے۔

مولوی طارق جمیل دیوبندی کی جانب سے حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی گستاخی کا مولوی اقبال رنگونی دیوبندی کی طرف سے ردّ:

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کے معتمد ساتھی مولوی اقبال رنگونی دیوبندی نے مولوی طارق جمیل دیوبندی کی جانب سے حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی گستاخی کی مذمت میں ایک مقالہ لکھا، جو درج ذیل ہے:

''انبیاءِ کرام کے متعلق گفتگو میں احتیاط کیجیے۔ قرآنی واقعات کو ڈرامائی انداز میں بیان کرنے سے اجتناب کریں۔

الحمدُلِلّٰہ و سلام علی عبادہ الّذین اصطفٰی امابعد:

اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں سب سے افضل و برتر اور سب سے اشرف و اکرم حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلام ہیں۔ انبیاءِ کرام خدا اُور بندوں کے درمیان واسطہ اور ذریعۂ ہدایت ہیں۔ ان پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ ان کی اطاعت کرنا، ان کی عزت کرنا اور ان کا ہر حال میں اکرام و احترام کرنا بھی ضروری ہے اور ان کے بارے میں ایسا لفظ بولنا یا ایسا عمل اپنانا جس سے ان کے ادب و احترام میں کمی ہو، جائز نہیں اور بے حرمتی اور گستاخی کرنے والا شخص اگر مسلمان ہے تو وہ اسی وقت دائرۂ اِسلام سے باہر نکل جاتا ہے۔ سو ضروری ہے کہ واعظین اور مبلغین انبیاء کے بارے میں قولاً و عملاً ایسا انداز اختیار نہ کریں جس سے ان کی شان اور مقام میں ذرا بھی بے اَدبی کا پہلو نکلتا ہو۔ اِسلام کسی صورت میں اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ خدا کے کسی پیغمبر کے بارے میں کوئی بے ادبی سے لب کشائی کرے اور ان کی عزت سے کھلواڑ کرے۔

گزشتہ دِنوں راقم الحروف کو برطانیہ کے ایک اُردو چینل پر پاکستان کے ایک مشہور اور آزاد مبلغ کا خطاب سننے کا اتفاق ہوا۔ موصوف اللہ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کا واقعہ بیان کررہے تھے، دورانِ خطاب انہوں نے حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کے متعلق ایک ایسی بات کہہ دی جسے سُن کر یہ یقین نہیں ہوتا کہ ایک مسلمان اللہ کے ایک پیغمبر کے بارے میں یہ بات کیسے کررہا ہے؟ اور اسے یہ بات کہتے ہوئے ایک لمحہ بھی خوفِ خدا کیوں نہ آیا؟

مبلغ موصوف کے الفاظ اسی کی زبانی ملاحظہ کیجیے، یاد رہے کہ یہ تقریر ۱۴ نومبر ۲۰۱۷ء کی ہے، جو الحسنین ٹی وی پر نشر ہوئی تھی۔ بعدازاں برطانیہ کے ایک ایشیائی چینل نے اسے نشر کیا ہے، مبلغ موصوف کہتا ہے:

''یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے بھائیوں کے ظلم کی وجہ سے چالیس سال ان کو در بدر ہونا پڑا۔ گھر سے جُدا رہے، پھر تہمت لگی، زلیخا نے تہمت لگائی، پھر وہ جب عورتوں میں بھی بات پھیل گئی کہ مجرم تو یوسف نہیں، مجرم تو زلیخا ہے تو (عزیزِ مصر کی بیوی کی) تھوڑی بدنامی ہونے لگی، تو انہوں نے یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کو گدھے پہ بٹھا کے، منہ کالا کر کے پورے شہر میں چکر لگوایا اور پیچھے اعلان کروایا کہ: ھذا جزاء من أراد بسیدہ سوء ۔ جو اپنے آقا سے بُرائی کرے اس کی یہ جزاء ہے۔۔ الخ''

پیشِ نظر رہے کہ موصوف کی یہ بات بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ قرآنِ کریم صرف اِتنا بتاتا ہے کہ امراۃ العزیز نے کہا کہ اگر یوسف نے میری بات نہ مانی تو اسے قید میں ڈال دیا جائے گا۔ حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام نے اس کی بات نہ مانی اور نہ آپ مان سکتے تھے، چنانچہ آپ کو قید میں ڈال دیا گیا۔ اور بس۔ قرآنِ کریم کی کسی آیت سے بھی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان لوگوں نے حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کے ساتھ وہ معاملہ کیا جس کا ذکر مبلغ موصوف نے ڈرامائی انداز میں کیا ہے، جب قرآنِ کریم نے

کوئی ایسی بات نہیں کہی اور حضورِ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے بھی کہیں اس کا ذکر نہیں کیا، تو آپ ہی بتائیں کہ حضرت یوسف عَلَيْهِ السَّلَام کی یہ تصویر کشی کیا آپ کی عزت سے کھلواڑ کرنا نہیں ہے؟

ایک شبہ کا اور اس کا اِزالہ:

کوئی شخص اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ یہ بات صرف موصوف مبلغ نے نہیں کہی، یہ بات تو تفسیروں میں بھی ملتی ہے۔

جواباً گذارش ہے کہ قرآن کی جن چند تفسیروں میں یہ بات منقول ہے وہ سب کی سب بِلا سند منقول ہیں۔ علامہ ابن أبی زَمَنِیْنؒ (۳۹۹ھ) نے اسے کلبی سے نقل کیا اور محمد بن سائب کلبی کا حال اہلِ علم پر مخفی نہیں ہے۔ اور پھر اس میں بھی وہ بات نہیں ہے جو مولانا طارق جمیل صاحب نے اللہ کے ایک نبی کے بارے کھلے عام کہی ہے۔

(۱) علامہ قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں جناب وھبؒ سے یہ بات نقل کی ہے، مگر افسوس کہ وہ بھی اس طرح نہیں، جس طرح مبلغ موصوف نے بتائی ہے۔

قال وهب وغيره حمل يوسف الى السجن مقيدا حمار وطيف به

(ج ۹، ص ۱۲۴)

”وھب اور کسی اور نے بھی کہا ہے کہ حضرت یوسف کو قید کر کے جیل میں لایا گیا اور اسے شہر میں گھمایا گیا۔“

علامہ قرطبیؒ نے جو قول نقل کیا ہے اس پر بھی کچھ سوالات اُبھرتے ہیں جن کی تحقیق ضروری ہے۔

(۱) جناب وھبؒ کون ہیں؟ اس کا پتہ نہیں چلتا۔ اگر مراد وھب بن منبہؒ (۱۱۴ھ) ہیں تو ان (کے اور علامہ قرطبی) کے درمیان پانچ سو سال سے زائد کا فاصلہ ہے، اتنے طویل فاصلے پر کہی گئی بات کیسے صحیح تسلیم کر لی جائے۔

(۲) جناب وھبؒ نے یہ بھی نہیں بتایا کہ انھوں نے یہ بات کس سے سُنی ہے اور نہ علامہ قرطبی نے اس کی کوئی سند بیان کی ہے اور نہ ابن عطیہ نے یہ بات سنداً لکھی ہے اور تفسیر ابن عباس میں بھی اس بات کا کہیں ذکر نہیں ملا۔

(۳) علامہ قرطبیؒ نے جناب وھبؒ کے ساتھ وغیرہ بھی لکھا ہے۔ یہ وغیرہ کون ہیں ان کا بھی پتہ نہیں چلتا اور نہ کہیں انھوں نے تفسیر میں جناب وھبؒ کے علاوہ کسی دوسرے نام کا ذکر کیا ہے۔

جناب وھبؒ کا قول اگر کہیں سنداً مل بھی جائے اور اسے دُرُست بھی مان لیا جائے تو بھی ان کے قول اور مبلغ موصوف کے بیان میں بنیادی فرق ہے۔ مبلغ موصوف کہتے ہیں کہ حضرت یوسف عَلَيْهِ السَّلَام کا منھ کالا کر کے (معَاذَاللّٰہ) لے گئے (اِسلام اللہ کے کسی پیغمبر پر ایسی آلودگی نہیں آنے دیتا جو ظاہراً اس قدر قابلِ نفرت ہو) مگر اس قول میں اس کا کہیں اتہ پتہ نہیں، اللہ کے نبی کے بارے اس قسم کی بے بنیاد اور جھوٹ پر مبنی باتیں کس طرح کہی جا سکتی ہیں؟ اور پھر مسلمانوں کے مجمعِ عام میں خدا کے نبی کی اس طرح کی خوفناک تصویر کشی کیا جرم نہیں اور کیا خدانخواستہ کہیں اس پیغمبر کی بے ادبی تو نہیں؟

(۴) جناب وھبؒ یا کسی اور کا قول اگر کسی درجہ میں دُرُست بھی مان لیا جائے تو اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ جب ایک خاص مصلحت کے تحت یہ فیصلہ کر لیا گیا کہ حضرت یوسف عَلَيْهِ السَّلَام کو قید میں رکھنا ہے تو آپ کو اس زمانہ کی سواری پر بٹھا کر شہر سے باہر لے جایا گیا اور قید میں ڈال دیا گیا۔ اس کی یہ تصویر کشی کرنا کہ جس طرح کسی مجرم کو بے عزت اور رُسوا کرنے کے لیے برسرِ عام گلی گلی پھرایا جاتا ہے، حضرت یوسف عَلَيْهِ السَّلَام کو اسی طرح پھرایا گیا، دُرُست نہیں معلوم ہوتا، چاہے اس کا کہنے والا کوئی ہو۔ ہم یہ بات اس وقت تسلیم کرتے جب قرآن نے کہا ہو کہ عزیزِ مصر بھی حضرت یوسف کو

مجرم سمجھتا تھا، جب قرآن نے یہ بات واضح کردی کہ عزیزِ مصر نے حضرت یوسف کی بجائے اپنی ہی بیوی کو مجرم جانا اور اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِيْنَ کہہ کر حضرت یوسف کی پاکدامنی کا اعتراف کرلیا۔ تو پھر ہم یہ بات کیسے مان لیں کہ اس نے حضرت یوسف کو بے عزت کرنے کے لیے یہ سارا ڈرامہ رچایا تھا۔ حضرت مولانا حفظ الرحمان سیوہاریؒ لکھتے ہیں:

''جب پیراہنِ یوسف کو پیچھے سے چاک دیکھا تو عزیزِ مصر نے اصل حالت کو بھانپ لیا، مگر اپنی عزت و ناموس کی خاطر معاملہ کو ختم کرتے ہوئے کہا: یوسف سچے تم ہی ہو اور اس عورت کے معاملہ سے درگزر کرو اور اس کو یہیں ختم کردو اور پھر بیوی سے کہا: یہ سب تیرا مکر وفریب ہے اور تم عورتوں کا مکر وفریب بہت ہی بڑا ہوتا ہے، بلاشبہ تُو ہی خطا کار ہے، لہٰذا اپنی اس حرکتِ بد کے لیے استغفار اور معافی مانگ۔''

(قصص القرآن، ج۱،ص۲۹۴)

آپ آگے چل کر لکھتے ہیں:

''بہرحال عزیز پر چونکہ حضرت یوسف کی صداقت ظاہر ہو چکی تھی اس لیے اس نے نہ چاہا کہ یوسف کو کسی قسم کی گزند پہنچائے، عزیز نے حضرت یوسف کی صداقت کی تمام نشانیاں دیکھنے اور سمجھ لینے کے باوجود اپنی بیوی کی فضیحت و رُسوائی ہوتی دیکھ کر یہ طے ہی کرلیا کہ یوسف کو ایک مدت کے لیے زندان میں بند کردیا جائے تاکہ یہ معاملہ لوگوں کے دِلوں سے محو ہوجائے اور یہ چرچے بند ہوجائیں، اس طرح حضرت یوسف کو زندان جانا پڑا۔'' (ایضاً،ص۲۹۸)

سو جن حضرات نے اس قسم کے اقوال نقل کیے ہیں وہ سب کے سب بلاسند ہیں، اس لیے ان کی بات کسی صورت لائقِ تسلیم نہیں ہے، حضرت عبداللہ بن مبارک (۱۸۱ھ) بہت پہلے کہہ گئے ہیں:

الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ماشاء (صحیح مسلم،ج۱،ص۱۵)

حاصل یہ کہ اللہ کے کسی نبی کے بارے میں جب کبھی کوئی بات کہی جائے تو اس میں بہت زیادہ ادب واحترام اوراحتیاط کی ضرورت ہے، سابقہ پیغمبروں کے بارے میں وہی بات لائقِ اعتبار ہوگی جو قرآن مجید بتائے یا **خاتم النبیین** حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے وہ بات پوری صحت وصراحت سے منقول ہو اور پھر ان واقعات کو اسی طرح بیان کرنے کی اجازت ہے جس طرح وہ منقول ہوں، اس میں خواہ مخواہ اپنی طرف سے پیچ لگانا اور جاہل عوام کے جذبات اور ایمان سے کھیلنا جائز نہیں ہے۔ لیکن نہایت افسوس کی بات ہے کہ مبلغ موصوف نے نہ صرف کہ بات کا بتنگڑ بنایا بلکہ اس میں اپنی طرف سے نہایت ہی قبیح الفاظ کا اضافہ کیا اور حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی تصویر جس روپ میں پیش کی ہے اس کا تصور ہی لرزا کر رکھ دیتا ہے۔ قرآنِ کریم کے مشہور مفسر علامہ سید محمود آلوسی (۱۲۷۰ھ) نے ''تفسیر روح المعانی'' میں حضرت علامہ فانی کا ایک بڑا اہم ارشاد نقل کیا ہے کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلام چونکہ بشر ہیں اس لیے ان پر بشری احوال کا پیش آنا تو ممکن ہے، مگر ان کے ساتھ ایسا کوئی معاملہ پیش نہیں آسکتا جو دوسروں کے لیے کراہت اور نفرت کا باعث ہو، جیسے وہ جسمانی طور پر معذور ہوں، بدصورت ہوں، لوگوں کو ان کے پاس بیٹھنے سے کراہت ہوتی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بلا شک وشبہ انبیاءِ کرام کو ان تمام عیوب ونقائص سے پاک صاف رکھا ہوا ہے۔

یجوز علی الانبیاء علیهم السلام کل عرض بشری لیس محرما ولا مکروها ولا مباحا مزریا ولا مزمنا ولا مما تعافه الأنفس ولا مما یؤدی إلی النفرة (روح المعانی، ج۱۲،ص۱۹۹،ش)

اب جبکہ یہ بات واضح ہے کہ مبلغ موصوف نے جو بات کہی ہے وہ غلط اور بے بنیاد ہے تو مبلغ موصوف پر لازم ہے کہ وہ اللہ کے حضور توبہ کریں اور اس غلط بیانی پر مسلمانوں کے مجمع میں معافی مانگیں، غلط بات کی تشہیر اللہ کو پسند نہیں ہے، اللہ فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَھُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَاتَعۡلَمُوۡنَ (پ:۱۸، النور:۱۹)

(ترجمہ) ''جو لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں، ان کے لیے عذاب ہے دردناک دُنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

ہمیں مبلغ موصوف سے ایسی بے تکی باتیں کہنے پر اِتنا تعجب نہیں۔ ڈرامائی انداز میں تقریریں کرنے والے ایسی باتیں کہہ ہی گذرتے ہیں، لیکن اس بات پر زیادہ افسوس ہے کہ وہ ایسی باتیں تبلیغی جماعت کی چھتری میں آکر کرتے ہیں، پھر اور افسوس ان علماءِ کرام پر ہوتا ہے جو یہ بات (اور اس قسم کی دیگر بے بنیاد باتیں) سُنتے ہیں اور اس پر ایک کلمہ نکیر بھی ان کی زبان سے نہیں نکلتا۔ کیا علماءِ کرام حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کی اس حدیثِ پاک سے بے خبر ہیں:

من رأی منکم منکر فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فقلبہ وذلك أضعف الایمان (صحیح مسلم، ج۱،ص۶۹)

جب کسی منکر بات اور کام پر بشرطِ استطاعت ہاتھ سے روکنے سے حکم ہے تو اللہ کے ایک نبی کے بارے میں کہیں ایسی بات کہی جائے تو اسے سننے کے باوجود خاموش رہنے کے بجائے ان کو توجہ دلانا اہلِ علم کی ذمہ داری ہے اور مبلغین کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی بات پر ضد کے بجائے علما کی ان باتوں کو قبول کریں اور اپنی غلطیوں کو تسلیم کریں۔

فقط۔ محمد اقبال رنگونی عفا اللہ عنہٗ''

(زبدۃ الفوائد لتحفیظ العقائد یعنی بنیادی غلطیاں، صفحہ ۲۰۷ تا ۲۱۳، مطبوعہ ادارہ اشاعت الاسلام، نمبر ۲۶، بلیک برن اسٹریٹ، مانچسٹر Idara Isha,at.ul.Islam,NO;26 Blackburn Street,Manchester)

نوٹ: اس اقتباس میں قوسین میں درج تمام الفاظ اصل تحریر میں موجود ہیں۔

قارئین نے ملاحظہ فرمایا کہ اپنے اس مقالہ میں مولوی اقبال رنگونی دیوبندی نے:

۱۔ مولوی طارق جمیل دیوبندی کے بیان کو حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی گستاخی اور آپ کی عزت کے ساتھ کھلواڑ قرار دیا ہے۔

۲۔ مولوی طارق جمیل دیوبندی کے وکلائے صفائی کے اس جواب، کہ: ''یہ واقعہ تفاسیر سے منقول ہے'' کا ردّ کیا ہے۔ مولوی طارق جمیل دیوبندی کے یہ الفاظ: ''حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کا منھ کالا کیا گیا'' (نعوذباللّٰہ) کسی بھی تفسیر میں منقول نہیں۔

۳۔ دیوبندی علما، حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کی اس گستاخی پر مجموعی طور پر خاموش ہیں۔ اپنا فرض ادا نہیں کر رہے۔

۴۔ مولوی طارق جمیل دیوبندی کو چاہیے کہ اپنے اس بیان پر سرِ عام توبہ کرے۔

۵۔ حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کے متعلق تفاسیر سے جو واقعہ مولوی طارق جمیل دیوبندی نے بیان کیا ہے اس کی توثیق ثابت نہیں ہو سکی۔

مولوی طارق جمیل دیوبندی کے وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی کی دوزبانیں:

☆ مولوی طارق جمیل دیوبندی کے حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کے متعلق گستاخانہ بیان کے دفاع میں ساجد خان دیوبندی نے ایک تحریر بعنوان ''مولانا طارق جمیل صاحب زِیدَ مجدہ اور واقعہ حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام'' لکھ کر ۱۳ جولائی ۲۰۱۹ء کو اپنے فیس بک اکاؤنٹ ''ساجد نقشبندی'' سے شیئر کی تھی، اس دفاعی تحریر میں ایک مقام پر لکھا ہے کہ:

''اگر حضرت مولانا طارق جمیل صاحب، کتبِ تفاسیر میں منقول حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے واقعہ کو نقل کر دیں تو محض ناقل ہونے کی وجہ سے ان پر گستاخی کا الزام کیوں؟''

حالانکہ اسی ساجد خان دیوبندی نے اپنی ایک کتاب میں سیدی اعلیٰ حضرت

رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے والدِ گرامی امام المتکلمین حضرت علامہ مولانا نقی علی خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو اس وجہ سے گستاخ قرار دیا ہے کہ آپ نے اپنی کتاب ''جواہر البیان'' میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے متعلق اللہ کریم کا ایک فرمان حضرت امام غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی کتاب (''احیاء العلوم'') سے نقل فرمایا ہے۔

ساجد خان دیوبندی نے اپنی کتاب میں ''عقائدِ بریلویہ کا مختصر جائزہ'' کا عنوان قائم کر کے لکھا ہے:

''اس عنوان کے تحت رضا خانیوں کے چند گستاخانہ عقائد کا خلاصہ ان کی مستند کتب سے پیش کیا جا رہا ہے۔''

(مسلکِ اعلیٰ حضرت، صفحہ ۴۳، ناشر: جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان۔ طبع اوّل جولائی ۲۰۱۷ء)

مذکورہ بالا عنوان کے تحت ۱۸ نمبر عقیدہ کے تحت ساجد خان دیوبندی نے لکھا ہے:

''احمد رضا خان کے والد نے موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو ذلیل کہا۔ (جواہر البیان، ص ۴۷)''

(مسلکِ اعلیٰ حضرت، صفحہ ۴۶، ناشر: جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان۔ طبع اوّل جولائی ۲۰۱۷ء)

☆ ساجد خان دیوبندی نے اپنی ایک اور کتاب میں بھی ''جواہر البیان'' کا یہ اقتباس نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو

(دِفاعِ اَھْلِ السُّنَّۃ و الْجُمَاعَۃ، جلد ۱، صفحہ ۵۵۶، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔ طبع اوّل)

اگر ساجد خان دیوبندی میں اِنصاف ہوتا تو امام المتکلمین حضرت علامہ مولانا نقی علی خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنا یہ اُصول یاد کرتا کہ:

''محض ناقل ہونے کی وجہ سے ان پر گستاخی کا الزام کیوں؟''

اس وضاحت سے قارئین کو اس بات کا بخوبی علم ہو گیا کہ مولوی طارق جمیل دیوبندی کا وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی دوزبانیں رکھنے والا متضاد شخص ہے۔

☆ حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی گستاخی پر مولوی طارق جمیل دیوبندی کے دفاع

میں (لکھی تحریر" مولانا طارق جمیل صاحب زِیدَ مجدہ اور واقعہ حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام میں) وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی نے اس حد تک لکھ دیا کہ:

"منہ کالا کرنا جو توہین کے لیے ہوتا ہے، اس کو اگر مفہوماً روایت بالمعنی کے طور پر مولانا نے بیان کردیا تو توہین کیسے؟"

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ الْعَظِیْم ، یہ ذلیل شخص طارق جمیل دیوبندی کے دفاع میں ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کی شان میں کہے گئے من گھڑت اور گستاخانہ الفاظ (کہ " آپ کا منھ کالا کیا گیا" (نعوذباللہ) کو روایت بالمعنیٰ کے طور پر دُرُست قرار دے کر اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق بن گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کے گستاخوں کا دُنیا و آخرت میں منھ مزید کالا کرے۔

(جاری ہے)
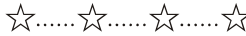
☆......☆......☆......☆

مولوی ابوایوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی کی جہالت کا ثبوت

میثم عباس قادری رضوی

میلادُالنبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے عنوان پر مولوی ابوایوب دیوبندی اور مولانا اعظم اشرفی صاحب کے درمیان کوہاٹ میں مناظرہ ہوا۔ اس مناظرہ میں مولوی ابوایوب دیوبندی نے ''سنت'' پر ''مستحب'' کے اِطلاق پر اعتراض کرتے ہوئے کہا:

''دعویٰ لکھا تھا کہ ''مستحب'' تھا اور اب کہا کہ ''سنت'' ہے۔ آپ ہی بتا دیں کہ ''سنت'' اور ''مستحب'' ایک چیز ہوتی ہے، ثابت کریں، آپ دلیل دیں، آپ اپنی ٹرم میں دلیل دیں گے کہ ''سنت'' اور ''مستحب'' ایک چیز ہے، یہ اُصولی باتیں ہیں۔''

(رُوئیداد مناظرہ کوہاٹ، صفحہ ۵۱، ناشر انجمن دعوۃ اہل السنۃ والجماعۃ)

اس اقتباس میں مولوی ابوایوب دیوبندی نے مولانا اعظم اشرفی صاحب سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ چونکہ آپ نے میلاد شریف کو ''سنت'' بھی کہا ہے اور ''مستحب'' بھی۔ لہٰذا آپ ثابت کریں کہ ''سنت'' کو ''مستحب'' کہا جا سکتا ہے۔

اس مطالبہ کے جواب مولانا اعظم اشرفی صاحب نے مولوی ابوایوب دیوبندی کو یہ جواب دیا کہ:

''آپ نے کہا کہ ان کو ''سنت'' و ''مستحب'' کے فرق کا پتہ نہیں۔ محترم آپ کو وضو کے مستحبات کا پتہ ہوتا تو آپ یہ بات نہ کرتے۔ وضو کے مستحب کہ جن کو فقہاء نے لکھا ہے کہ سارے کے سارے نبی کی سنت سے ثابت ہیں، دیکھو گردن کا مسح

کرنا مستحب ہے۔'' (رُوئیداد مناظرہ کوہاٹ، صفحہ ۵۶، ناشر انجمن دعوۃ اہل السنۃ والجماعۃ)

قارئین! آپ نے دیوبندی رُوئیداد سے پیش کیا گیا مندرجہ بالا اقتباس ملاحظہ کیا کہ مولوی ابوایوب دیوبندی کو اس کے مطالبے کا جواب اُسی وقت دے دیا گیا تھا۔ جس پر دورانِ مناظرہ مولوی ابوایوب دیوبندی کوئی تنقید نہ کر سکا۔

رُوئیداد مناظرۂ کوہاٹ کے مرتب ساجد خان دیوبندی نے بھی ''سنت'' پر ''مستحب'' کے اِطلاق پر اعتراض کرتے ہوئیلکھا ہے:

''بریلوی مناظر اس قدر بوکھلاہٹ کا شکار تھا کہ اپنی تقریر میں یہ تک بھول گیا کہ اس نے دعویٰ کیا لکھوایا تھا اور مناظرہ میں میلاد کو نبی کی ''سنت'' کہہ دیا۔ حالانکہ دعوے میں ''مستحب'' لکھا تھا، پھر جہالت پر پردہ ڈالنے کے لیے کہا کہ ''مستحب'' اور ''سنت'' ایک ہی چیز ہے۔ جب اس پر دلیل مانگی گئی تو آخری مناظرے تک دلیل سے عاجز رہا۔''

(رُوئیداد مناظرہ کوہاٹ، صفحہ ۱۲، ناشر انجمن دعوۃ اہل السنۃ والجماعۃ)

ساجد خان دیوبندی نے یہاں غلط بیانی سے کام لیا ہے کہ مولانا اعظم اشرفی صاحب نے ''سنت'' پر ''مستحب'' کے اطلاق کی کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ اسی خائنِ اعظم کی نقل کردہ رُوئیداد میں اس اعتراض کا جواب موجود ہے، جو آپ اُوپر ملاحظہ کر آئے ہیں۔

مولوی ابوایوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی کے اس اعتراض سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ دیوبندی دھرم کے دونوں مزعومہ مناظرین اس بات سے جاہل ہیں کہ ''سنت'' پر ''مستحب'' کا اِطلاق بھی کیا جاتا ہے۔ ساجد خان دیوبندی کی ڈھٹائی اور بے شرمی کا اندازہ کیجیے کہ خود اس بات سے جاہل ہوتے ہوئے (کہ ''سنت'' پر مستحب کا اطلاق کیا جاسکتا ہے) اپنے مخالف کو جاہل کہہ رہا ہے کہ اس نے ''سنت'' کو ''مستحب'' کہہ دیا ہے۔

مولوی ابوایوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی کی جہالت کا علاج کرنے کی غرض سے ذیل میں وہ حوالہ جات پیش کیے جارہے ہیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ''سنت'' پر بھی ''مستحب'' کا اطلاق ہوتا ہے۔

(۱) امام سراج الدین عمر بن ابراہیم ابن نُجیم حنفی ''مستحب'' کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''(ومستحبه)هو الشئى المحبوب لغة وعرفاً قيل:هو مافعله عليه الصلاة و السلام مرة وتركه أخرى''

(النَّهْرُ الْفَائِقُ شَرْح كَنْز الدَّقَائِق، كِتَابُ الطَّهَارَة، صفحہ۴۸،مطبوعہ دارُالکتب العلمية بيروت)

(۲) مُلاّ علی قاری ''مستحب'' کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والمستحب مافعله عليه الصلٰوة والسلام أحياناًوتركه أحياناً

(فَتْحُ بَابِ الْعِنَايَةِبِشَرْحِ النُّقَايَةِ لِمُلَّاعلى قارى، كِتَابُ الطَّهَارَةِ، مستحبات الوضوءِ، جلد١، صفحه٥٧، مطبوعه شركة دارالأرقم بن أبى الأرقم، بيروت)

(۳) صاحبِ دُرِّ مختار علامہ محمد بن علی حصکفی ''مستحب'' کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَمُسْتَحَبُّهُ وَيُسَمَّى مَنْدُوباًوَأَدَباًوَفَضِيلَةً، وَهُوَمَافَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً وَتَرَكَهُ أُخْرَى، وَمَاأَحَبَّهُ السَّلَفُ

(دُرِّمختار، اَلْجُزْء الْأَوَّل، كِتَابُ الطَّهَارَةِ، أَرْكَانُ الْوُضُوءِ أَرْبَعَةٌ، صفحہ۹۱،۹۲،مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ)

(۴) علامہ عبدالغنی الحنفی ''مستحب'' کی تعریف کرتے ہوئے شرحِ قدوری میں لکھتے ہیں:

''فالمستحب لغة:هو الشى ء المحبوب، وعرفاً قيل:هو مافعله النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مرة وتركه أخرى''

(اللُّبَاب، كِتَابُ الطَّهَارَة، نَوَاقِضُ الْوُضُوءِ،صفحہ۵۲،مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اُوپر نقل کردہ عربی عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ مستحب وہ ہے جسے نبیِ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کبھی کیا اور کبھی ترک کردیا ہو اور جسے سلف صالحین نے اچھا سمجھا۔

(۵) ''غایۃ الاوطار ترجمہ دُرِّ مختار'' میں ''مستحب'' کی تعریف ان الفاظ میں لکھی ہے:

''اور فقہا کے نزدیک مستحب وہ ہے جس کو رسول عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے گاہے کیا، گاہے ترک کیا۔''

(غایۃ الاوطار، اُردو ترجمہ دُرّ المختار، کتاب الطہارت، صفحہ ۷۰، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی۔ مترجمین مولوی خرم علی و مولوی احسن صدیقی نانوتوی)

(۶) ''وزارتِ اوقاف و اِسلامی امور، کویت'' کے شائع کردہ ''المَوسُوعَة الفِقْهِيَّة'' میں ''مستحب'' کے بارے میں لکھا ہے:

''وذهب الحنفية إلى أن المستحب هو مافعله النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مرة وتركه أخرى''

(المَوسُوعَة الفِقْهِيَّة، الجزء الثالث، صفحہ ۲۱۵، مطبوعہ وزارة الاوقاف والشئون الاسلامية کویت)

اس موسوعہ فقہیہ کا اُردو ترجمہ ''اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا'' نے کیا ہے، اسی سے درج بالا عبارت کا اُردو ترجمہ ذیل میں ملاحظہ ہو:

''حنفیہ کے یہاں مستحب وہ ہے جس کو رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کبھی کیا اور کبھی چھوڑا ہو۔''

(اُردو ترجمہ المَوسُوعَة الفِقْهِيَّة جلد ۳، صفحہ ۳۰۰، ناشر: جینوین پبلیکیشنز اینڈ میڈیا پرائیویٹ لمیٹڈ، دہلی)

(۷) شیخ محمد فهمى السقاء نے ''الفقه على مذهب الامام ابى حنيفه'' میں ''مستحب'' کے بارے میں لکھا ہے:

''مستحب یہ سنت کی ہی قسم ہے۔''

(بہارِ فقہ، صفحہ ۱۸، مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ، لاہور۔ مترجم: محمد فہیم مصطفائی)

(۸) فرقۂ دیوبندیہ کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی نے ''مستحب'' کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اِصطلاحِ فقہ اور اُصول فقہ میں مستحب اس امر کو کہتے ہیں کہ جنابِ رسالت

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک دو بار اس کو کیا ہو"

(باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۲۵۰، مرتب مولوی نورالحسن راشد کاندھلوی، ناشر حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ ضلع پربدھ نگر (مظفرنگر) یوپی انڈیا۔ ایضاً، مطبوعہ دارالکتاب، اُردو بازار، لاہور)

(۹) دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی "مستحب" کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

"مستحب وہ فعل ہے جس کو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یا صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے کیا ہو، لیکن ہمیشہ اور اکثر نہیں بلکہ کبھی کبھی۔ اس کا کرنا والا ثواب کا مستحق ہے اور نہ کرنے والے پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اس کو فقہاء کی اصطلاح میں نفل اور مندوب اور تطوع بھی کہتے ہیں۔"

(بہشتی زیور، گیارہواں حصہ، بعنوان: اِصطلاحاتِ ضروریہ، صفحہ ۸۵۴، ناشر اَلْمَکْتَبَۃُ الْمَدَنِیَّۃ ۱۷۔ اُردو بازار، لاہور)

(۱۰) مولوی ابوایوب دیوبندی کے پیرومرشد، نام نہاد متکلمِ اِسلام مولوی الیاس گھمن نے "مستحب" کے متعلق لکھا ہے:

"مستحب وہ عمل ہے جس کو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یا صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑ دیا ہو۔"

(صراطِ مستقیم کورس (برائے مرد حضرات) صفحہ ۲۱، مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا)

(۱۱) "مستحب" کی یہی تعریف مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے "صراطِ مستقیم کورس" (برائے خواتین) کے صفحہ ۳۲ (مطبوعہ، مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا) میں بھی لکھی ہے۔

کاش الیاس گھمن دیوبندی، اپنے مرید و نمائندہ مولوی ابوایوب دیوبندی اور اپنے وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی کو بھی یہ پڑھا دیتے کہ "سنت" پر بھی "مستحب" کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

(۱۲) دیوبندیوں کے مزعومہ مفتیِ اعظم تقی عثمانی کی مصدقہ کتاب "اُصول الفقہ" میں مفتی عبیداللہ الاسعدی دیوبندی نے "مستحب" کے بارے میں لکھا ہے:

''مستحب کے لیے دیگر چند عناوین بھی استعمال ہوتے ہیں یعنی مندوب، نفل، ادب، تطوع، فضیلت جیسے کہ کبھی نفل و مستحب سے سنت و مستحب دونوں کو یا صرف سنت کو مراد لیتے ہیں اور جیسے کہ کبھی لفظ ''سنت'' کا اطلاق بھی ''مستحب'' پر کردیتے ہیں۔ دُرِّ مختار و شامی، جلد ا صفحہ ۷۵۵۔۸۴۔۷۰۔ ذرائع ثبوت و بیان: مستحب کا ثبوت بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور آپ کے صحابہؓ سے ہوتا ہے۔''

(اُصول الفقہ، صفحہ ۳۵، ۳۶ مطبوعہ مجلسِ نشریاتِ اسلام، 1۔کے 3، ناظم آباد مینشن، ناظم آباد نمبر 1، کراچی)

(۱۳) شاہ اہل اللہ نے ''کنز الدقائق'' کا عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا، بعد ازاں اسی فارسی ترجمہ وتشریح کو مولوی احسن نانوتوی دیوبندی نے اُردو میں منتقل کیا، اس میں ''مستحب'' کے متعلق ''فائدہ'' کا عنوان دے کر لکھا ہے:

''مستحب اس فعل کو کہتے ہیں جسے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنی عادت کے طور پر کیا ہو۔''

(احسن المسائل ترجمہ وتشریح کنز الدقائق، صفحہ ۱۲، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی)

(۱۴) مفتی شبیر احمد القاسمی دیوبندی نے ''مستحب'' کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

''مستحب وہ ہے جس کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے صحابہؓ نے گاہے گاہے کیا ہو اور سلف صالحین نے اسے پسند فرمایا ہو۔''

(فتاویٰ قاسمیہ، جلد ۳، صفحہ ۳۵۲، مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ، دیوبند، الھند)

مفتی شبیر احمد القاسمی دیوبندی نے ''مستحب'' کے بارے میں مزید لکھا ہے:

''استحباب کا لفظ ''سُنَنِ ہدیٰ'' اور ''سُنَنِ عادیہ'' دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، اور ''سُنَنِ ہدیٰ'' تو وہ ہے جس کو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے پسند فرمایا اور عبادت کے اِرادہ سے عمل کیا ہے، اور ''سننِ عادیہ'' وہ ہے جس میں عبادت کی نیت غالب نہیں ہوتی بلکہ عادت غالب ہوتی ہے، اب ''استحباب'' کا لفظ عام طور پر ''سننِ عادیہ'' کے لیے بولا جاتا ہے، اور کبھی کبھی ''سننِ ہدیٰ'' کے لیے بھی بولا جاتا ہے، اسی طرح سنت

کالفظ بھی ''سننِ ہدیٰ'' اور ''سننِ عادیہ'' دونوں کے لیے بولا جاتا ہے، مگر سنت کالفظ ''سننِ ہدیٰ'' کے لیے غالب رہتا ہے، اور ''استحباب'' کالفظ ''سننِ عادیہ'' کے لیے غالب رہتا ہے، مگر یہ لفظ ایک دوسرے کی جگہ پر استعمال بھی ہوتا ہے اور جہاں پر فقہاء نے رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف کے لیے استحباب کالفظ استعمال کیا ہے، وہاں استحباب سے ''سننِ ہدیٰ'' مراد ہے۔''

(فتاویٰ قاسمیہ، جلد۱۱، صفحہ۵۸۳، مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ، دیوبند، الھند)

(۱۵) مولوی زکریا کاندھلوی دیوبندی کے خلیفہ مفتی اسماعیل کچھولوی دیوبندی (مفتی بریڈفورڈ۔ سابق مفتی جامعہ اسلامیہ، ڈابھیل) نے اپنی کتاب میں ''مستحب'' کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

''مستحب: جس کو نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یا صحابۂ کرام نے کبھی کبھی کیا ہو، ہمیشگی نہ کی ہو، اس کو مندوب بھی کہتے ہیں۔''

(مبادیاتِ فقہ، مشمولہ فتاویٰ دینیہ، جلد۵، صفحہ۴۱۵، ناشر: جامعہ حسینیہ راندیر، ضلع سورت، گجرات، انڈیا)

نوٹ: یہ کتاب مفتی سعید احمد پالنپوری دیوبندی (استاذِ حدیث دارالعلوم دیوبند) کی پسندیدہ ہے۔ نیز یہ کتاب (مبادیاتِ فقہ) ''اِدارہ اسلامیات، ۱۹۰۔ انارکلی، لاہور'' کی جانب سے بھی شائع ہو چکی ہے لیکن اس میں اصطلاحات والا وہ حصہ شامل نہیں ہے، جس کا اقتباس اوپر نقل کیا گیا ہے۔

(۱۶) مفتی عبدالرحیم لاجپوری دیوبندی نے ''مستحب'' کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

''مستحب وہ کام ہے جس کو نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور صحابۂ کرام نے کبھی کیا ہو، اور اس کو سلف صالحین نے پسند کیا ہو۔ (شامی، ج۱، ص۱۱۵)''

(فتاویٰ رحیمیہ، جلد۲، صفحہ۱۱۴، مطبوعہ دارالاشاعت، اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

(۱۷) مفتی محمد ارشاد دیوبندی (مدرّس: معھد الفقیر الاسلامی، جھنگ) نے ''مستحب'' کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

''مستحب: جو کام حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کبھی کبھار فرمایا ہو۔''

(اصطلاحاتِ فقہ، صفحہ ۴۰، مطبوعہ شعبہ تحقیق و تصنیف دارُالمطالعہ، بالمقابل جامع مسجد اللہ والی، حاصل پور شہر ضلع بہاولپور)

(۱۸) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، آیتِ کریمہ: وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کے تحت فرماتے ہیں:

دلیل ست بر آنکه نعمتهائے خدارا که برخودوبرلواحق خودباشندبیان کردن از مستحبات ست

(تفسیر فتح العزیز، فارسی، تفسیر سورۃ الضُّحٰی، جلد ۴، صفحہ ۲۲۴، مطبوعہ المکتبۃ الحقانیۃ، کانسی روڈ، کوئٹہ)

اس فارسی عبارت کا اُردو ترجمہ مولوی محمد علی چاند پوری دیوبندی نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ آیت: وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ: ''اس بات کی دلیل ہے کہ خداتعالیٰ کی نعمتوں کو جو اپنے اُوپر اور اپنے وابستوں پر ہوں، سو ظاہر کرنا، کہہ سُنانا ''سُنّت'' ہے۔''

(اُردو ترجمہ تفسیر فتح العزیز، جلد ۴ صفحہ ۳۷۱، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی)

قارئین ملاحظہ کریں کہ تفسیر ''فتح العزیز'' کے فارسی متن میں ''مستحب'' کا لفظ لکھا ہے، لیکن دیوبندی مترجم نے اس کا ترجمہ ''سُنّت'' کیا ہے۔

(۱۹) اِمامُ الوہابیہ فی الھند مولوی اسماعیل دہلوی نے ''صراطِ مستقیم'' میں لکھا ہے:

''دوسری سبیل یہ ہے کہ زندہ ایسا کام کرے کہ مُردے کو نفع پہنچایا اس سے مقصود ہو پیغمبر خدا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی حدیث میں زیادہ ظاہر اور مشہور طریقہ دعا بھی ہے، اُس میں سے ایک صورت یعنی نمازِ جنازہ تو واجب ہے، اور اس کی دُوسری صورتیں یعنی پانچوں نمازوں کے اوقات اور ان کے سوا اور وقتوں میں عام یا خاص طور پر دور یا نزدیک سے اس کا وقوع ہو، تو بیشک یہ ''مسنون'' اور ''مستحب'' ہے۔''

(صراطِ مستقیم، صفحہ ۷۵، مطبوعہ ادارہ نشریاتِ اسلام، اُردو بازار، لاہور۔ ایضاً صفحہ ۱۰۹، مطبوعہ اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور)

مندرجہ بالا عبارت میں مولوی اسماعیل دہلوی صاحب نے مُردے کے ایصالِ ثواب کے لیے مختلف صورتوں کے وقوع کو ''مسنون'' کے ساتھ ساتھ ''مستحب'' بھی کہا ہے۔

(۲۰) مولوی حکیم اسحاق بلیاوی دیوبندی نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ''سنت'' کو ''مستحب'' قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

''جمعہ کے دن صبح کی نماز میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر پڑھنا شارع عَلَیْہِ السَّلَام سے ثابت ہے، لہٰذا اس کا پڑھنا مندوب و مستحب ہوا۔''

(قاطع الورید من المبتدع العنید، ملقب به، الابداع فی مسئلة خطبة الوداع، صفحہ ۱۷، مطبوعہ بلالی سٹیم پریس، ساڈھورہ، باہتمام منشی کرم بخش پرنٹر)

قارئین کرام! اُوپر پیش کیے گئے تمام حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ''سنت'' پر بھی ''مستحب'' کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ لیکن افسوس دیوبندی مذہب کے مزعومہ مناظر مولوی ابوایوب دیوبندی اور اس رُوئیداد کے مرتب ساجد خان ایسے جاہل بلکہ اجہل ہیں کہ ان کو اس بات کا علم ہی نہیں کہ ''سنت'' پر ''مستحب'' کا اِطلاق کیا جاتا ہے۔ ''سنت'' پر ''مستحب'' کے اطلاق پر معترض ان دیوبندیوں کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے تو بدعتِ حَسَنَہ کو بھی سنت لکھا ہے:

''بدعت کوئی حَسَنَہ نہیں اور جس کو بدعتِ حَسَنَہ کہتے ہیں وہ سنت ہی ہے، مگر یہ اصطلاح کا فرق ہے مطلب سب کا واحد ہے۔''

(فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۱۲۷، مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب، اُردو بازار، کراچی)

مولوی خلیل انبیٹھوی دیوبندی نے بھی ایسے فعل کو سنت قرار دیا ہے جس کا وجود قرونِ ثلاثہ میں نہ تھا:

''جس کے جواز کی دلیل قرونِ ثلاثہ میں ہو، خواہ وہ جزئیہ بوجودِ خارجی ان قرون میں ہو یا نہ ہو، اور خواہ اس کی جنس کا وجود خارج میں ہوا ہو، یا نہ ہوا ہو، وہ سب سنت ہے۔''

(براہین قاطعہ، صفحہ ۳۲، مطبوعہ دارالاشاعت، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

بِحَمْدِاللّٰہِ تَعَالٰی مناظرۂ کوہاٹ کے مناظر مولوی ابوایوب دیوبندی اور اس مناظرہ کی رُوئیداد کے مرتب ساجد خان دیوبندی کی جہالت سب پر آشکار ہو گئی۔ تَمَّت

مولوی نور محمد ٹانڈوی دیوبندی کے سیاہ جھوٹ کی نقاب کشائی

میثم عباس قادری رضوی

کچھ عرصہ قبل پاکستان میں دیوبندی فرقہ کی جانب سے مولوی محمد ٹانڈوی کی کتاب ''مولوی حشمت علی رضا خانی کا تکفیری فتویٰ بنام مولوی سید محمد کچھوچھوی'' شائع کی گئی ہے،اس کتاب کا ایک اقتباس ملاحظہ کریں،جس میں لکھا ہے:

''چونکہ مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنی جماعت و پارٹی میں اعلیٰ و بڑے حضرت اور دوسری امتیازی و نمایاں خصوصیات کے مالک ہیں،اس لیے کفر و ارتداد میں بھی اپنی شان کے مطابق امتیازی خدمات و بے نظیر کارنامے دیے ہیں۔انہوں نے صرف اپنے و بیگانوں ہی کو کافر و مرتد بنانے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ ان کا دستِ تکفیر ان تمام حد بندیوں کو توڑ کر اس خطرناک حد تک دراز ہو گیا کہ حضرات صحابۂ کرام اور ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ کی بارگاہِ قدس تک پہنچ گیا اور اس بے باکی و ڈھٹائی سے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کے ایک مقدس صحابی یا محترم تابعی کو معاذَاللّٰہ کافر بنا ڈالا اور ناظرینِ کرام سے درخواست ہے کہ اپنے ایمانی قلب پر صبر و تحمل کا پتھر رکھ کر ان اسلام کے ٹھیکیداروں اور عشق و محبت کے ماروں نے جو ایک مقدس صحابی کی تکفیر کی ہے۔اس کی خوفناک داستان کو ان کی زبانی ملاحظہ کر کے ان کے ایمان و اسلام کا جنازہ پڑھ دیں تو اچھا ہوتا''۔

(مولوی حشمت علی رضا خانی کا تکفیری فتویٰ بنام مولوی سید محمد کچھوچھوی، صفحہ ۴۸، ۴۹، مطبوعہ انجمن ہدایات الرشید، مزنگ، لاہور۔ اشاعت ۲۰۱۴ء)

مظہرِ اعلیٰ حضرت شیرِ بیشۂ اہلِ سنت امام المناظرین فاتح مذاہبِ باطلہ حضرت علامہ ابوالفتح حافظ قاری محمد حشمت علی خان قادری رضوی مجددی لکھنوی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ''مناظرۂ موراواں'' میں ''مولوی حشمت علی رضا خانی کا تکفیری فتویٰ بنام مولوی سید محمد کچھوچھوی'' کے مؤلف مولوی نور محمد ٹانڈوی دیوبندی کی جانب سے ''الملفوظ'' پر کیے گئے اس اعتراض کا درج ذیل جواب دیا ہے:

''شغال صحرائے دیوبندیت نے کفرِ تھانوی کو اِسلام بنانے سے عاجز ہوکر مناظرے سے اپنی جان بچانے کے لیے یہ بھی کہا کہ ''مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنے ''ملفوظات'' حصہ دوئم صفحہ ۴۵/۴۶ پر لکھتے ہیں کہ: ''عبدالرحمٰن قاری جو کافر تھا، اس کو حضرت ابوقتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے قتل فرمایا۔ یہ غلط ہے، وہ عبدالرحمٰن قاری صحابی ہیں۔ تو مولوی احمد رضا خان صاحب نے صحابی کو کافر کہا۔''

جواب میں حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے فرمایا کہ: یہ آپ کا کھلا ہوا کذبِ صریح ہے۔ آپ کو جوشِ عناد میں ملفوظات ومکتوبات کا فرق بھی نہیں سوجھتا۔ کسی کے ملفوظات اس کے لکھے ہوئے نہیں ہوتے۔ ملفوظات کی ترتیب کا یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ کسی بزرگ کی خدمت میں اس کے مسترشدین ومتوسلین جو حاضر ہوا کرتے ہیں، اس کے ارشادات سن کر اپنے اپنے مقام پر پہنچ کر اپنی یادداشت کے مطابق قلم بند کر لیتے ہیں۔ ملفوظات میں اگر کوئی غلطی واقع ہو جائے تو قلم بند کرنے والے کی یادداشت کی غلطی سمجھی جائے گی۔ اس غلطی کی بنا پر خود صاحبِ ملفوظ پر اعتراض کرنا بے ایمانی اور خباثتِ نفسانی ہے۔ اسی طرح حضور پُرنور، مرشدِ برحق، امامِ اہلِ سنت، مجددِ اعظم، اعلیٰ حضرت قبلہ مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خان صاحب قبلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف جو ملفوظات منسوب ہیں، وہ بھی حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لکھے ہوئے ہرگز نہیں۔ اور اگر ان ملفوظات میں کوئی غلطی ثابت بھی ہو جائے تو وہ ان کے ترتیب کنندہ کی

یاداشت کی غلطی قرار دی جائے گی۔ اور اس غلطی کے سبب حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ذاتِ گرامی پر اعتراض کرنا نہایت بے ایمانی اور خبثِ نفس ہوگا، مع ہٰذا جو عبدالرحمٰن حضرت سیّدُ نا ابوقتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دستِ حق پرست سے قتل ہوا وہ یقیناً کافر تھا۔ دیکھو صحیح ''مسلم شریف'' اور ''مشکوٰۃ شریف، باب قسمة الغنائم والغلول فيها '' صفحہ ۳۴۸ پر۔ اسی حدیث شریف کو ''مسلم شریف'' سے مختصراً یوں ذکر کیا ہے:

''عن سلمة بن الأكوع رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، قال: بعث رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بظهره مع رباح غلام رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، وأنا معه، فلما أصبحنا اذاعبدالرحمن الفزارى قدأغار علٰى ظهر رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، فقمت علٰى أكمة فاستقبلت المدينة، فناديت ثلاثا يا صباحاه، ثم خرجت فى اٰثارالقوم أرميهم بالنبل وأرتجز، أقول: أنا ابن الأكوع، واليوم يوم الرضع، فمازلت أرميهم وأعقر بهم، حتى ماخلق اللّٰه من بعير من ظهر رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الا خلفته وراء ظهرى، ثم أتبعتهم أرميهم حتى القوأكثر من ثلٰثين بردة وثلثين رمحا يستخفون ولايطرحون شيئا الاجعلت عليه اٰرمامن الحجارة يعرفها رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وأصحابه رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ، حتى رأيت فوارس رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ولحق أبوقتادة رَضِيَ اللّٰهُ

تَعَالٰی عَنْہُ فارس رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بعبدالرحمن فقتله. قال رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ: خير فرساننا اليوم أبو قتادة، خير رجالتنا سلمة، قال: ثم أعطاني رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سهمين سهم الفارس، وسهم الراجل، فجمعهما لي جميعاً، ثم أردفني رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ورائه على العضباء راجعين الى المدينة"

یعنی ''حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صَلَّی المولٰی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے اونٹوں اور سواریوں کو رباح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ بھیجا جو حضور صَلَّی المولٰی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے غلام تھے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ پھر جب ہم نے صبح کی تو ناگاہ عبدالرحمٰن فزاری نے رسول اللہ صَلَّی المولٰی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اونٹوں اور سواریوں پر چھاپا مارا، تو میں ایک ٹیلے پر کھڑا ہو گیا اور مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے تین بار پکارا یا صباحاہ۔ پھر میں ان کافروں کو تیروں سے مارتا ہوا ان کے پیچھے لگا اور میں رجز پڑھتا ہوا کہتا تھا کہ میں اکوع کا بیٹا ہوں، اور آج کا دن کمینوں کے ہلاک ہونے کا دن ہے، تو میں ان کو تیر مارتا رہا اور ان کو ذبح کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صَلَّی المولٰی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سواری و بار برداری کے اُونٹوں میں سے کوئی ایسا پیدا نہیں کیا تھا جس کو میں

نے ان سے چھین کر اپنی پیٹھ کے پیچھے چھوڑ نہ دیا۔ پھر میں ان کافروں کو تیر مارتا ہوا ان کے پیچھے لگا، یہاں تک کہ انھوں نے تیس سے زائد چادریں اور تیس سے زائد نیزے پھینک دیئے۔ وہ اپنا بوجھ ہلکا کرتے تھے اور وہ کوئی چیز نہیں پھینکتے تھے جس پر میں نے پتھروں کی نشانیاں نہیں رکھ دی ہوں تا کہ رسول اللہ صَلَّی المولٰی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ ان کو پہچان لیں۔ یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی المولٰی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سواروں کو دیکھا اور رسول اللہ صَلَّی المولٰی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سوار ابوقتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عبدالرحمٰن تک پہنچ گئے تو اس کو قتل کرڈالا۔ رسول اللہ صَلَّی المولٰی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: آج ہمارے سواروں میں سب سے بہتر ابوقتادہ اور ہمارے پیادوں میں سب سے بہتر سلمہ ہیں۔ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ: پھر رسول اللہ صَلَّی المولٰی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھ کو مال غنیمت میں سے دو حصے عطا فرمائے۔ ایک حصہ سوار کا اور ایک حصہ پیادے کا تو دونوں حصے جمع کر کے سرکار دوعالم صَلَّی المولٰی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھ کو عطا فرمائے۔ پھر مدینہ طیبہ کو لوٹتے ہوئے حضور اقدس صَلَّی المولٰی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھ کو اپنے ناقۂ مقدسہ عضباء پر اپنے پیچھے بٹھالیا''۔

اسی حدیثِ مبارک کو ''صحیح مسلم شریف'' میں بہت بسط و تفصیل کے ساتھ روایت فرمایا ہے۔ اب تو آپ کو معلوم ہوا کہ وہ عبدالرحمٰن یقیناً کافر تھا، جس کو حضرت سیدنا ابوقتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جہنم میں بھیجا۔ اس کی نسبت میں اختلاف ہے۔ کسی راوی

نے عبدالرحمٰن فزاری کہا، کسی نے عبدالرحمٰن قزاری بیان کیا اسی کو مرتب ملفوظ نے عبدالرحمٰن قاری لکھ دیا پھر کہا جاتا ہے کہ: وہ عبدالرحمٰن قزاری یا فزاری جس کو حضرت سیدنا ابوقتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے قتل فرمایا، وہ یقیناً کافر تھا۔ حضور اعلیٰ حضرت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے صحابی کو کافر نہیں کہا، بلکہ تم لوگ ایک کافر کو صحابی بتارہے ہو۔

''اکمال فی أسماء الرجال'' میں ''عبدالرحمٰن قاری'' کسی صحابی کا نام ہرگز نہیں لکھا۔ بلکہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کو تابعین میں شمار کیا ہے اور انھیں کے متعلق یہ جملہ لکھا ہے:

'' یقال اِنه ولد علی عهد رسول اللّٰه صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، ولیس له منه سماع ولا روایة، وعده الواقدی من الصحابة فیمن ولد علٰی عهد النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وألمشهور أنه تابعی وهو من جملة تابعی المدینة وعلمائها سمع عمر بن الخطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مات سنة احدی وثمانین وله ثمان وسبعون سنة''

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین فصل فی التابعین مع مشکوۃ المصابیح ، ص ۶۰۹ ، مطبع مجلس برکات مبارکپور)

یعنی'' کہا جاتا ہے کہ وہ حضور اقدس صَلَّی المولٰی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے زمانۂ اقدس میں پیدا ہوئے، لیکن انھوں نے حضور اکرم صَلَّی المولٰی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے نہ کوئی حدیث سنی، نہ کوئی حدیث انھوں نے حضورِ انور صَلَّی المولٰی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے روایت کی۔ اور امام واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی اس قسم میں شمار کیا جو حضور اکرم صَلَّی المولٰی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے زمانۂ اقدس میں

پیدا ہوئے۔ اور مشہور یہی ہے کہ وہ تابعی ہیں اور مدینہ طیبہ کے علماے تابعین میں سے ہیں۔ انھوں نے سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے حدیثیں سنی ہیں۔ ۸۱ھ میں جب کہ ان کی عمر اٹھتر برس کی تھی، ان کی وفات ہوئی‘‘۔

مگر ترتیب دہندۂ ملفوظ نے جس عبدالرحمٰن کو حضرت سیدنا ابوقتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ کا مقتول بتایا۔ جس کو کوئی راوی فزاری بتاتا ہے، کوئی راوی اس کو قزاری کہتا ہے، اس کو ہرگز کسی کتاب میں ہرگز صحابی نہیں لکھا۔ وہ قطعاً کافر ومشرک تھا۔ تو درحقیقت آپ کافر کو صحابی بتا رہے ہیں۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔ اور سُنیے! آپ کے خودساختہ امام عبدالشکور صاحب کاکوروی نے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو، حضرات اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو، حتیٰ کہ حضور اقدس شہنشاہ کونین صَلَّی المولٰی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو معاذ اللہ جہنمی بتا دیا۔ احادیث صحیحہ مشہورہ سے ثابت ہے کہ: حضرت سیدنا امام عرش مقام حسین پاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خبر شہادت سن کر حضور اکرم صَلَّی المولٰی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ روئیں، اور صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ روئے، خودسرکارِ عرش مدار سیدنا احمد مختار صَلَّی المولٰی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ روئے، اب سُنیے عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر ’’النجم‘‘ کے گندے ناپاک اخبار ’’النجم‘‘ ۶؍جولائی ۱۹۳۴ء صفحہ ۶ کالم ۲ میں لکھ کر شائع کیا جاتا ہے:

’’ہم کو حسین مظلوم نے یہ نہیں بتلایا کہ رویا کرو۔ روئے تو وہ جو مرنے کے بعد جہنم میں جانے والا ہے۔‘‘

اب بولو! کاکوری والے اس خارجی، مرتد کے اس ملعون فتوے سے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اور اُمہات المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ اور خودسرکارِ

دوعالم سیدنا محمد رسول اللہ صَلَّی المولٰی تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ معاذ اللہ جہنمی ہوئے یا نہیں؟" لعنۃ اللّٰہ ذی الجلال علی من قال ھٰذا المقال أو قبلہ أو رضی بہ فی کل حین وحال" آپ کا اور آپ کے ہم مذہب تقیہ باز وہابیوں، دیوبندیوں، خارجیوں، کفوریوں کا عقیدہ "فتاوٰی رشیدیہ" مبوّب، حصہ ۲ صفحہ ۱۴۱ سے دکھا چکا ہوں کہ حضرات صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ کو کافر کہنے والا کافر تو بالائے طاق، بدمذہب اور گمراہ بھی نہ ہوگا، سنی مسلمان ہی رہے گا۔ اب اس مقابلے میں یہ دیکھیے! آپ سب لوگوں کے مُسلَّم پیشوا جناب رشید احمد صاحب گنگوہی اپنے "فتاوی رشیدیہ" مبوّب، حصہ سوم کے صفحہ ۱۶ میں امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:

"وہ قطعی جنتی ہے اور مخلص ولی ہے، ایسے شخص کو مردود کہنا خود مردود ہونا ہے اور ایسے مقبول کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے۔"

اس عبارت میں صاف صاف بتادیا کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کو کافر کہنے والا کافر ہے۔ یہ ہے آپ کا اور آپ کے پیشوا مولوی عبدالشکور صاحب کاکوروی کا اور تمام وہابیوں، دیوبندیوں، خارجیوں، کفوریوں کا دین ومذہب کہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ کو کافر کہنے والا تو نہ کافر ہے نہ گمراہ بدمذہب ہے، لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کو کافر کہنے والا ضرور کافر ہے۔ یعنی آپ سب وہابیوں، دیوبندیوں، خارجیوں، کفوریوں کے مذہب میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کا مرتبہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ سے بھی بڑا ہے۔ والعیاذ باللّٰہ تعالٰی۔ اس قاہر ایراد کے جواب سے بھی تمام مولویانِ وہابیہ، میدانِ مناظرہ میں "صُمٌّ بُکْمٌ" ہوگئے اور اِنْ شَاءَ اللّٰہ العزیز المقتدر قیامت تک "صُمٌّ بُکْمٌ" ہی رہیں گے۔"

(مبلغِ وہابیہ کا گریز، صفحہ ۱۹ تا ۲۳، مطبوعہ مطبع سلطانی واقع پیروحوالدارلین، بمبئی نمبر ۳۔ ایضاً صفحہ ۵۳ تا ۶۱، مطبوعہ عسکری اکیڈمی، آستانہ عالیہ حشمتیہ، پیلی بھیت شریف۔ ۲۰۱۳ء)

امام المتکلمین حضرت مولانا نقی علی خان کی کتاب

"اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد"

مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کے پوتے

مولوی عمار خان ناصر دیوبندی کی نظر میں

مدیر

نوٹ: عمار خان ناصر دیوبندی نے یہ تحریر مؤرخہ ۱۰ اپریل ۲۰۱۶ء کو اپنے آفیشل فیس بک اکاؤنٹ بنام "Ammar Khan Nasir" پر اَپ لوڈ کی۔ (اِدارہ)

ابوظبی، متحدہ عرب امارات میں "دار الفقیہ" کے نام سے ایک اشاعتی ادارے کے زیر اہتمام فاضلِ بریلوی مولانا احمد رضا خان کی تصانیف جدید معیار پر شائع کی جا رہی ہیں اور ادارہ اب تک اس ضمن کی بیس کے قریب مطبوعات منظرِ عام پر لا چکا ہے۔ کتابوں کی تحقیق وتدوین کی خدمت محمد اسلم رضا الشیوانی صاحب انجام دے رہے ہیں۔ ہمارے فاضل دوست سید صدیق شاہ بخاری کی وساطت سے، جو ابوظبی میں تدریسی فرائض انجام دیتے ہیں، وقتاً فوقتاً اس ادارے کی بعض مطبوعات نظر نواز ہوتی رہتی ہیں۔ ان میں "ردُّ المحتار" پر فاضلِ بریلوی کا حاشیہ بعنوان "جد الممتار" (سات جلدیں) بطورِ خاص قابلِ ذکر ہے۔ پاکستان کے حالیہ سفر میں صدیق شاہ صاحب نے ایک اور تحفہ "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" پیش کیا جو فاضل بریلوی کے

والد مفتی نقی علی خان صاحب کی تصنیف ہے اور بدعت کے مفہوم اور اس کی تعیین کے ضوابط پر ایک فاضلانہ کتاب ہے۔

میرا پہلے بھی تاثر تھا، اس کتاب کی ورق گردانی سے مزید پختہ ہوا کہ ہر فقہی بحث کی طرح بدعت کی بحث میں بھی ایک grey area موجود ہے، جس میں کسی امر کی شرعی حیثیت متعین کرنے میں اہلِ علم کا رجحان اُصولی اباحت کے پہلو سے جواز کی طرف بھی ہوسکتا ہے اور اضافات وزوائد کے پہلو سے ممانعت کی طرف بھی۔ زیرِ نظر تصنیف چونکہ خالص علمی اور شستہ انداز میں لکھی گئی ہے، اس لیے بدعت کے مفہوم اور اس کے عملی اطلاق کے حوالے سے بریلوی مکتبِ فکر کے نقطۂ نظر کو علمی طور پر سمجھنے میں بہت مددگار رہے۔

☆......☆......☆......☆
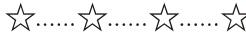
نام کتاب: جسمِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا سایہ نہیں

مرتب: میثم عباس قادری رضوی

صفحات: ۱۱۲۰

ناشر: اکبر بک سیلرز، زبیدہ سنٹر، اُردو بازار، لاہور

رابطہ نمبر 03008852283

زیرِ تبصرہ کتاب اہلِ سنت کے مشہور ادارہ: ''اکبر بک سیلرز، زبیدہ سنٹر، اُردو بازار، لاہور'' کی جانب سے شائع کی گئی ہے، اس کتاب میں نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے جسمِ اقدس کے سایہ نہ ہونے پر تحقیقی دلائل کو جمع کر دیا گیا ہے، اس مجموعہ میں دو رسائل ایسے بھی ہیں جن میں نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے جسمِ اقدس کا سایہ نہ ہونے پر نئے حوالہ جات پیش کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر شائع ہونے والی ضخیم ترین کتاب ہے۔

متحدہ ہندوستان میں بد مذہبیت کا آغاز

حضرت علامہ مولانا طارق انور مصباحی
مدیر: ماہنامہ پیغام شریعت (دہلی)

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مریدِ خاص حضرت امیر خسرو دہلوی (۶۵۱ھ-۷۲۵ھ) کے زمانے میں ہندوستان میں صرف اہلِ سنت و جماعت کا طبقہ تھا۔ مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی (۹۷۱ھ-۱۰۳۴ھ) کے عہد سے کچھ قبل شیعہ فرقہ ہندوستان میں داخل ہوا۔ اسماعیل دہلوی نے وہابی فرقہ افکار ونظریات ہندی مسلمانوں میں پھیلا دیا۔ دہلوی کی فتنہ سامانیوں کے بعد مذہبی آزادی کا طوفان برپا ہوگیا۔ نئے نئے افکار ونظریات کے سبب فرقوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ اب حالات قابو سے باہر ہو چکے ہیں۔

شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی نے لکھا:

''حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے گیارہویں صدی ہجری کے شروع سالوں میں رسالہ ''رد روافض'' لکھا۔ ابتدا میں آپ نے ہندوستان میں اسلام کے پھلنے پھولنے اور مسلمانوں کی یک مذہبی و یک رنگی کا بیان کیا ہے، اور اس سلسلہ میں طوطی ہند حضرت خواجہ امیر خسرو عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے چودہ شعر لکھے ہیں، اور پھر حضرت مجدد نے ہندوستان میں شیعانِ علی کی آمد کا ذکر کیا ہے۔

حضرت مجدد کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں میں بٹے رہے۔ ایک اہل سنت و جماعت، دوسرے شیعہ۔ اب مولانا اسماعیل دہلوی کا ظہور ہوا۔

وہ شاہ ولی اللہ کے پوتے اور شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر کے بھتیجے تھے۔ ان کا میلان محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوا، اور نجدی کا رسالہ ''ردالاشراك'' ان کی نظر سے گذرا، اورانہوں نے اُردو میں ''تقویۃ الایمان'' لکھی۔ اس کتاب سے مذہبی آزادخیالی کا دور شروع ہوا۔

کوئی غیر مقلد ہوا، کوئی وہابی بنا، کوئی اہلحدیث کہلایا، کسی نے اپنے کو سلفی کہا۔ ائمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھا، وہ ختم ہوا۔ معمولی نوشت وخواند کے افراد امام بننے لگے، اور افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہ نبوت کی تعظیم واحترام میں تقصیرات کا سلسلہ شروع کردیا گیا۔ یہ ساری قباحتیں ماہ ربیع الآخر سنہ ۱۲۴۰ھ کے بعد سے ظاہر ہونی شروع ہوئی ہیں۔ اس وقت کے تمام جلیل القدر علما کا دہلی کی جامع مسجد میں اجتماع ہوا، اوران حضرات نے بہ اتفاق اس کتاب کو رد کیا۔ اس رسالہ کے اواخر میں مولانا فضل رسول بدایونی کا مکتوب اور مولانا مخصوص اللہ فرزند شاہ رفیع الدین کا جواب ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا مخصوص اللہ نے ساتویں سوال کے جواب میں لکھا ہے:

''اس مجلس تک سب ہمارے طور پر تھے، پھر ان کا جھوٹ سن کر کچے کچے آدمی آہستہ آہستہ پھرنے لگے''۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری پنجاب میں اہل حدیث کے مشہور عالم ہوئے ہیں۔ وہ ''شمع توحید'' کے صفحہ چالیس میں لکھتے ہیں:

''امرتسر میں مسلم آبادی، ہندو، سکھ وغیرہ کے مساوی ہے۔ اسی (۸۰) سال قبل قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے، جن کو آج کل بریلوی حنفی کہا جاتا ہے''۔

مولانا ثناء اللہ نے سنہ ۱۹۳۷ء میں یہ بات لکھی ہے۔ اس سے اسی سال قبل سنہ ۱۸۵۷ء تھا، جبکہ انگریزوں نے ہندوستان پر غداری سے کامل تسلط حاصل کیا۔ محمد جعفر تھانیسری نے اپنی گرفتاری اور بہ عبور دریائے شور کی سزا اور پھر رہائی کا حال ''تاریخِ عجیب''

(۱۲۹۶ھ) میں لکھا ہے۔ یہ تاریخی نام ہے، اور اس کتاب کی شہرت ''کالے پانی'' کے نام سے ہے۔ اس میں لکھتے ہیں:

''میری موجودگی ہند کے وقت (۱۲۷۸ھ میں) شاید پنجاب بھر میں دس وہابی عقیدہ کے مسلمان بھی موجود نہ تھے، اور اب (۱۲۹۶ھ میں) دیکھتا ہوں کہ کوئی گاؤں اور شہر ایسا نہیں ہے کہ جہاں کے مسلمانوں میں کم سے کم چہارم حصہ وہابی معتقد محمد اسماعیل کے نہ ہوں''۔

یعنی پنجاب میں بڑی تیزی سے مولانا اسماعیل کا وہابی مذہب پھیل رہا ہے۔ یہ بات محمد جعفر تھانیسری نے لکھی ہے، جو مولانا اسماعیل کے معتقد اور ان کے تذکرہ نگار ہیں''۔

خواجہ خسرو نے ہندوستان کے مسلمانوں کی یک رنگی اور یک مذہبی کا بیان کیا ہے، اور حضرت مجدد نے شیعیت کی آمد سے مطلع کیا، اور مولوی ثناء اللہ امرتسری اور محمد جعفر تھانیسری نے وہابیت کے انتشار کی خبر دی''

(اسماعیل اور تقویۃ الایمان، ص ۹ تا ۱۱- شبیر ربانی پبلیکیشنز، لاہور)

اقتباس بالا سے معلوم ہوا کہ وہابی نیا فرقہ ہے، اور جسے بریلوی حنفی کہا جاتا ہے، وہ قدیم جماعت ہے، اور وہی اہل سنت و جماعت ہے۔ کوئی خود کو سنی کہے تو اس سے وہ سنی نہیں ہو جائے گا، بلکہ جو عقائد کے اعتبار سے سُنّی ہو، وہی سُنّی ہوگا۔

آج کل سلفی لوگ بھی خود کو سُنّی کہتے ہیں، حالاں کہ وہابیت کے وجود سے قبل ہی علما نے تصریح کر دیا تھا کہ جو مذاہب اربعہ سے خارج ہو، وہ سواد اعظم یعنی اہل سنت سے خارج ہے۔

مجدد صدی سیزدہم علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (۱۱۵۹ھ-۱۲۳۹ھ-۱۸۲۳ء) کی وفات کے بعد سال ۱۲۴۰ھ میں اسماعیل دہلوی نے ہندوستان میں وہابی مذہب کی تبلیغ و اشاعت شروع کر دی۔ رفتہ رفتہ بدقسمت افراد اس مذہب باطل کی طرف مائل ہونے لگے، ورنہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے عہد تک تمام حنفی مسلمان مذہب اہل سنت

وجماعت پر قائم و مستحکم تھے، جیسا کہ شاہ مخصوص اللہ دہلوی (۱۱۷۱ھ-۱۸۵۶ء) نے فرمایا، پھر ہندوستان سے مغلیہ سلطنت کے خاتمہ کے بعد ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء سے وہابی مذہب تیزی کے ساتھ پھیلنے لگا، جیسا کہ ثناء اللہ امرتسری کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ غدر میں اکثر علمائے اہل سنت انگریزی حکومت سے بغاوت کے جرم میں سزایافتہ ہو کر جزیرۂ انڈمان بھیج دیئے گئے، تب ہندوستان میں وہابی مذہب برق رفتاری کے ساتھ پھیلتا چلا گیا، کیوں کہ اب روک تھام کرنے والے علمائے کرام موجود نہیں تھے، اور انگریز وہابی مذہب کے فروغ میں معاون ومددگار تھے۔

وہابی نظریات کا ردّ و ابطال:

بارہویں صدی ہجری میں محمد بن عبد الوہاب نجدی (۱۱۱۵ھ-۱۲۰۶ھ) نے برطانوی جاسوس ہمفرے کی ہدایت پر سال ۱۱۴۳ھ میں ملکِ عرب میں نجد سے اپنی تحریکِ وہابیت کا آغاز کیا۔ وہابیت اپنے آغاز کے ستانوے سال بعد ۱۲۴۰ھ میں ہندوستان میں داخل ہوئی۔

ملکِ ہند میں تحریک وہابیت کا داعیِ اوّل اسماعیل دہلوی (۱۱۹۳ھ-۱۲۴۶ھ-۱۷۷۹ء-۱۸۳۱ء) ہوا۔ دہلی جامع مسجد میں حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کے مشورہ پر سال ۱۲۴۰ھ میں علمائے اہلِ سنت نے وہابیوں سے مناظرہ کیا۔ اسماعیل دہلوی اور اس کا بہنوئی عبدالحئ بڈھانوی دونوں جامع مسجد میں تھے۔ اسماعیل دہلوی موقع دیکھ کر جامع مسجد سے بھاگ نکلا۔ اسماعیل دہلوی کے رفیق کار عبدالحئ بڈھانوی (م ۱۲۴۳ھ -۱۸۲۸ء) نے علمائے اہلِ سنت سے گفتگو کی۔ وہ اپنی باتوں کی تاویل کرنے لگا اور بعض باتوں سے رجوع کرلیا۔

بھارت میں وہابیت کے اوّلین تردید کنندگان میں امامِ اہلِ سنت علامہ فضلِ حق خیر آبادی (۱۲۱۲ھ-۱۲۷۸ھ-۱۷۹۷ء-۱۸۶۱ء)، علامہ فضل رسول بدایونی (۱۲۱۳ھ-۱۲۸۹ھ-۱۷۹۷ء-۱۸۷۲ء)، صدر الصدور مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی

(۱۲۰۴ھ-۱۲۸۵ھ-۱۷۸۹ء-۱۸۶۸ء)، علامہ رشید الدین خاں دہلوی (م ۱۲۴۹ھ-۱۸۳۳ء)، مولانا منور الدین دہلوی بن قاضی سراج الدین (م ۱۲۷۳ھ- ۱۸۵۷ء)، مولانا مخصوص اللہ دہلوی (م ۱۲۷۱ھ-۱۸۵۶ء)، مولانا موسیٰ دہلوی (م ۱۲۵۹ھ-۱۸۴۳ء)، مولانا شاہ احمد سعید مجددی دہلوی (م ۱۲۷۷ھ-۱۸۶۰ء)، مولانا کریم اللہ فاروقی دہلوی (م ۱۲۹۱ھ-۱۸۷۴ء) وغیرہم تھے۔

وہابیت کی نشأۃ ثانیہ:

سینکڑوں علمائے اہلِ سنت ملک بھر میں تحریک وہابیت کے ردّ وابطال میں لگ گئے۔ قریب تھا کہ وہابیت بھارت میں دم توڑ دیتی، لیکن وہابیت موت کے منہ میں جا کر واپس آ گئی۔ عرب میں وہابیت کا فروغ ظلم و جبر اور قتل و غارت گری سے ہوا۔ ظلم کے سبب لوگ وہابی مذہب ماننے پر مجبور ہو گئے۔ بھارت میں وہابیت کا فروغ فریب کاری اور کذب و دجل سے ہوا۔ عرب و ہند دونوں ملکوں میں وہابیت کو انگریزوں نے پروان چڑھایا۔ بھارت کی پہلی جنگ آزادی: ۱۸۵۷ء کے بعد علمائے اہل سنت و جماعت پر انگریزی مظالم کے سبب ملک میں وہابیت کو فروغ و عروج کا موقع میسر آیا۔ بیسویں صدی میں دیوبندیوں کی تبلیغی جماعت نے بھی فروغ وہابیت میں بڑا کردار ادا کیا۔

اِلیاس کاندھلوی نے ۱۹۲۶ء میں تبلیغی جماعت قائم کی تھی۔ تبلیغی جماعت نے دیوبندی مولویوں کی جھوٹی کرامتیں سُنا سُنا کر قومِ مسلم کو ان کا گرویدہ اور معتقد بنا دیا۔ یہ جماعت لوگوں کو نماز کے نام پر اپنے حلقے میں شامل کرتی ہے اور اپنے بزرگوں کی محبت کا جام پلا کر واپس بھیجتی ہے۔ اے کاش! اکابرِ دیوبند قوم کو عشقِ نبوی کا جام پیش کرتے اور اپنی توہین و بے اَدبی سے توبہ کر لیتے تو کتنا اچھا ہوتا۔

بقائے وہابیت کا سببِ اوّل: اسحاق دہلوی کی وہابیت نوازی:

اسحاق دہلوی مہاجر مکی (۱۱۹۲ھ-۱۲۶۲ھ، ۱۸۴۶ء) شاہ عبد العزیز محدث دہلوی

قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز کا نواسہ، ان کا جانشیں اور اسماعیل دہلوی کا بھانجہ تھا۔ اسماعیل دہلوی شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا بھتیجہ تھا۔ یہ اسماعیل دہلوی سے متاثر تھا، لیکن شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے جانشیں ہونے کے سبب علی الاعلان وہابیت کی طرف جانا دُشوار ہو گیا۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے تمام تلامذہ، خلفا اور عقیدت مندان سُنّی تھے۔ اسحاق دہلوی نے مسائلِ فرعیہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تقلیدِ ظاہری کا رُوپ اختیار کیا، اور عقائد میں ابن عبد الوہاب نجدی کا مذہب اپنایا۔ یعنی اسحاق دہلوی ''مقلد وہابی'' بن گیا۔ مقلد وہابی کو اس زمانے میں گلابی وہابی کہا جاتا تھا۔

اہلِ دیوبند نے گلابی وہابیت کو اختیار کیا، اور مسلمانانِ ہند اِن کی ظاہری شکل وصورت دیکھ کر وہابیت کے جال میں پھنستے گئے۔ یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔ اُس عہد میں غیر مقلد وہابیہ کی تعداد انتہائی قلیل تھی۔ بھارت میں کیرلا کے علاوہ تمام صوبوں میں سنی حنفی مسلمان آباد تھے، اور غیر مقلدوں کے فقہی مسائل حنفیوں سے جداگانہ تھے، اس لیے غیر مقلد وہابیہ حنفیوں کو اپنے قریب نہ کر سکے۔ دیوبندیوں نے حنفی مذہب کے نام پر مسلمانانِ ہند کو اپنے ساتھ ضم کر لیا اور خود بھی حنفیت کے نام پر ہی گمرہی میں مبتلا ہوئے تھے۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا داماد عبد الحئی بڈھانوی (م۱۲۴۳ھ-۱۸۲۸ء) اسماعیل دہلوی کا ہم خیال بن گیا تھا۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ القوی کی تین صاحبزادیاں تھیں۔ آپ کی نرینہ اَولاد نہ تھی۔ آپ کی تینوں صاحبزادیوں کی وفات آپ کی حیات ہی میں ہو گئی۔ بڑی بیٹی کا عقدِ نکاح شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے بڑے بیٹے مولوی محمد عیسیٰ سے ہوا۔

دوسری بیٹی کا نکاح شیخ محمد افضل محدثِ لاہوری (م۱۲۴۵ھ) سے ہوا۔ ان کے دو بیٹے ہوئے۔ محمد اسحاق دہلوی (۱۱۹۲ھ-۱۲۶۲ھ، ۱۸۴۶ء) اور محمد یعقوب دہلوی (۱۲۰۰ھ-۱۲۸۲ھ، ۱۸۶۷ء)۔

اسماعیل دہلوی کے بعد اسحاق دہلوی نے ملکِ ہند میں وہابیت کو فروغ دیا اور اس

نے تقیہ بازی اختیار کی۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی تیسری صاحبزادی کا نکاح عبدالحئی بڑھانوی (م۱۲۴۳ھ-۱۸۲۸ء) سے ہوا۔ اس سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

جب اسماعیل دہلوی اور سید احمد رائے بریلوی سرحدی علاقوں میں لڑائی کرنے گئے تو دہلوی کے حامیوں میں سے محبوب علی واپس چلا آیا۔ دہلوی سکھوں سے جہاد کا جھانسہ دے کر مسلمانوں کو سرحدی علاقے لے گیا تھا۔ محبوب علی نے دیکھا کہ یہاں سرحدی علاقوں میں مسلمانوں سے قتل وقتال ہو رہا ہے تو اس کے اندر اسلامی غیرت بیدار ہوئی۔ وہ سرحدی علاقوں سے واپس چلا آیا۔ یہی محبوب علی جہاد کے لیے چندہ کر کے رقم فراہم کرتا تھا اور لوگوں کو نام نہاد جہاد کے لیے بھرتی کرتا تھا۔ اس کی واپسی سے اسماعیل دہلوی اور اس کے نام نہاد مجاہدین سخت مشکل میں مبتلا ہو گئے۔ اس کے بعد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نواسے اسحاق دہلوی اور یعقوب دہلوی سے رابطہ کیا گیا۔ مالی فائدہ دیکھ کر یہ دونوں تحریکِ جہاد سے وابستہ ہو گئے، اور مجاہدین کے لیے مالی امداد اور افراد دوبارہ بھیجے جانے لگے۔

مؤرخِ وہابیہ جعفر تھانیسری نے لکھا:

''مولوی محبوب علی کے اغوا سے جو کاروبار جہاد کو صدمہ پہنچا، ویسا صدمہ اس لشکر کو آج تک کسی سکھ یا درّانی کے ہاتھ سے نہ پہنچا تھا۔ مولوی محبوب علی کے فتنہ کے بعد مدت تک ہندوستان سے قافلوں کا آنا بند ہو گیا۔ اکثر معاونینِ جہاد سُست ہو گئے۔ جب بہت سے خطوط مولوی محبوب علی کی تکذیب میں لشکرِ مجاہدین سے ہندوستان میں آئے، تب مدتوں کے بعد مولوی محمد اسحاق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب معاونینِ جہاد کی سعی سے یہ فتنہ محبوبی رفع ہو کر خرچ اور قافلوں کی روانگی دوبارہ شروع ہوئی''۔

(حیات سید احمد شہید، ص ۲۳۸، مطبوعہ کراچی)

شاہ ابوالحسن زید فاروقی کے منقولہ ذیل دونوں اقتباس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسماعیل دہلوی نے سید احمد رائے بریلوی کی امارت وخلافت کے نام پر سرحدی علاقوں

کے مسلمانوں کا قتل شروع کر دیا تھا، اسی لیے محبوب علی نے اس جہاد سے خود کو الگ کر لیا۔

شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی نے لکھا:

''میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تقویۃ الایمان لکھ کر مولانا اسماعیل نے محمد بن عبدالوہاب کی پیروی میں ابتدائی قدم اٹھایا ہے، اور آخری قدم آپ کی تحریک جہاد ہے، کیوں کہ آپ نے دیکھ لیا کہ محمد بن عبدالوہاب کو اس وقت کامیابی ہوئی جب ان کو ''رکن شدید'' کی پشت پناہی حاصل ہوگئی۔

چناں چہ آپ نے جہاد کی راہ ہموار کی۔ ابتدائی مراحل خیر و خوبی سے طے ہوئے، اور آپ اپنے پیر و مرشد اور رفقا کی معیت میں برائے جہاد روانہ ہوئے۔ چوں کہ اس تحریک میں نجدیت کے اثرات نمایاں ہیں، اس لیے مختصر طور پر اس کا بیان کرتا ہوں۔

جہاد: دوشنبہ ۷: جمادی الآخرہ ۱۲۴۱ھ (۱۷/ جنوری ۱۸۲۶ء) کو مولانا اسماعیل اپنے پیر و مرشد جناب سید احمد اور مجاہدین کی ایک جماعت کے ساتھ رائے بریلی سے جہاد کے واسطے روانہ ہوئے۔ یہ قافلہ گوالیار، اجمیر، سندھ، بلوچستان، قندھار، مُقر، غزنی، کابل ہفت آسیاب، چار باغ، جلال آباد، پشاور ہوتا ہوا ماہ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۲ھ (دسمبر ۱۸۲۶ء) کو چارسَدہ کے علاقے ہَشت نگر پہنچا۔ ابھی ایک مہینہ نہیں گذرا تھا کہ آپ نے اپنے پیر و مرشد کو امام برحق اور امیرالمؤمنین بنا دیا۔ اس سلسلے میں مولانا اسماعیل نے لکھا ہے۔

''ھر کہ امامت آں جناب ابتداءً قبول نہ کندیابعد القبول انکار نماید، پس ھموں است باغی مستحل الدم کہ قتل او مثل قتل کفار عین جہاداست، وھتك اومثل سائراھل فسادعین مرضی رب العباد۔ چہ امثال ایں اشخاص بہ حکم حدیث متواترہ ازجملہ کلاب رفتاروملعون اشرار اند۔ ایں است مذھب ایں ضعیف بدیں مقدمہ، پس جوابات اعتراضات معترضین ضرب بالسف است ، نہ تحریروتقریر''۔

یعنی پس جو شخص آں جناب کی امامت ابتدا ہی سے قبول نہ کرے، یا قبول کرنے کے بعد اس سے انکار کرے، وہ ایسا باغی ہے کہ اس کا خون بہانا حلال ہے، اور اس کا قتل کرنا کافروں کے قتل کی طرح عین جہاد ہے۔ اس کی ہتک کرنی فسادیوں کی ہتک کی طرح رب العلمین کی عین مرضی، کیوں کہ ایسے لوگ احادیث متواترہ کے حکم سے کتے کی چال چلنے والے ملعونین اشرار ہیں۔ اس معاملے میں عاجز کا یہی مسلک ہے، لہٰذا اعتراض کرنے والوں کے اعتراضات کا جواب تلوار کی مار ہے، نہ تحریر و تقریر"۔

(مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان، ص ۸۳)

شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی نے لکھا:

"دوشنبہ ۷: جمادی الآخرہ ۱۲۴۱ھ، ۱۷: جنوری ۱۸۲۶ء کو رائے بریلی سے مجاہدین کا قافلہ چارسدہ ہشت نگر کو روانہ ہوا، اور جمعہ ۲۴: ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ، ۶: مئی ۱۸۳۱ء کو سکھوں کے ہاتھ سے سب نے جام شہادت پیا۔ قمری حساب سے ۵: سال، ۵: مہینے، ۱۷: دن۔ شمسی حساب سے ۵: سال، ۳: مہینے، ۲۰: دن یہ تحریک چلی۔ مولانا اسماعیل نے نجدی کی پیروی میں وہی قدم اٹھایا جو نجدی اٹھا چکا تھا کہ جو شخص اس کی تعلیمات کو تسلیم نہ کرے، وہ قتل کیا جائے، اور یہ مسلک اہل اہوا کا ہے۔ اس تحریک سے اسلامیان ہند کی جمعیت پراگندہ ہوئی، سکھوں کی قوت میں کمزوری آئی، اور فرنگ **خذلهم الله** کو فائدہ پہنچا۔ ۱۸۵۷ء میں جب علمائے حق نے جہاد کا فتویٰ دیا، پروردگارانِ فرنگ نے اس کی مخالفت کی"۔ (مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۹۷، ۹۸)

بروزِ جمعہ ۲۴: ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ، ۶: مئی ۱۸۳۱ء کو پیر و مرید یعنی اسماعیل دہلوی اور سید احمد رائے بریلوی کی ہلاکت ہوئی۔ اس کے بعد جنگوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۸۳۱ء سے قبل ہی اسحاق دہلوی اور یعقوب دہلوی، اسماعیل دہلوی کی تحریک وہابیت سے منسلک ہوئے۔ چوں کہ ملک بھر میں وہابیت کے خلاف مضبوط محاذ قائم ہو چکا تھا، اور اسحاق دہلوی، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا جانشیں تھا، اس لیے وہ اعلانیہ

طور پر وہابیت کو قبول نہ کر سکا۔ اسماعیل دہلوی نے ''تقویۃ الایمان'' میں جن امور کو شرک لکھا تھا، اسحاق دہلوی نے اپنی کتاب ''مأۃ مسائل'' و دیگر تصانیف میں ان میں سے بعض کو حرام، بعض کو ناجائز اور بعض کو مکروہ لکھا۔ یہ سب کچھ دیکھ کر اہلِ سنت و جماعت میں اسحاق دہلوی پر انگشت نمائی شروع ہوگئی۔ اسحاق دہلوی اپنی عزت بچانے کی خاطر اسماعیل دہلوی کی موت کے دس سال بعد ۱۲۵۷ھ مطابق ۱۸۴۱ء میں مکہ معظّمہ ہجرت کر گیا۔ ساتھ میں اس کا چھوٹا بھائی محمد یعقوب دہلوی بھی مکہ معظّمہ ہجرت کر گیا۔

دیوبند کیسے بنا مقلد وہابیہ کا مرکز؟:

جب اسحاق دہلوی ہجرت کر کے مکہ مکرمہ جانے لگا تو اس نے بھارت میں وہابیت کے فروغ کے لیے ایک بورڈ تشکیل دیا۔ اس بورڈ کا صدر مملوک علی نانوتوی (م ۱۲۶۷ھ- ۱۸۵۱ء) کو بنایا۔ اس بورڈ میں کل چار لوگ تھے۔

عبید اللہ سندھی (م ۱۳۶۳ھ-۱۹۴۴ء) نے لکھا:

''مولانا محمد اسحاق مکہ معظّمہ میں اپنے بھائی مولانا محمد یعقوب دہلوی کو اپنے ساتھ لے گئے، اور دہلی میں مولانا مملوک علی کی صدارت میں مولانا قطب الدین دہلوی، اور مولانا مظفر حسین کاندھلوی اور مولانا عبد الغنی دہلوی کو ملا کر ایک بورڈ بنا دیا، جو اس نئے پروگرام (جدید وہابیت) کی اشاعت کر کے نئے سرے سے جماعتی نظام پیدا کرے، اور یہی جماعت ہے جو آگے چل کر دیوبندی نظام چلاتی ہے''۔

(شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک، ص ۱۱۰)

مولوی مملوک علی نانوتوی انگریزوں کے قائم کردہ ''دہلی عربک کالج'' کے شعبہ عربی کا صدر مدرّس تھا۔ نانوتہ، اور اس کے آس پاس کے علاقے کے بچے مملوک علی کے سبب تعلیم کے لیے دہلی عربک کالج جانے لگے۔ یہی طلبہ بعد میں دیوبندیت کے سرخیل و سردار ہوئے۔

مناظر احسن گیلانی نے لکھا:

''نانوتہ کے لیے تعلیمی راہ کا دروازہ مولانا مملوک العلی............ کی وجہ سے کھل چکا تھا۔ وہ دہلی میں مقیم تھے اور دہلی کی سب سے بڑی مرکزی درس گاہ ''دہلی کالج'' کے استاد تھے۔ نہ صرف نانوتہ، بلکہ عثمانی شیوخ کی برادری اطراف وجوانب کے جن قصبات میں پھیلی ہوئی تھی، وہاں تک کے بچے مولانا مملوک العلی کے ان خاص حالات سے کافی استفادہ کررہے تھے''۔ (سوانح قاسمی، جلد اول، ص۲۱۰)

نانوتہ، گنگوہ، دیوبند، سہارن پور اور اطراف کے بے شمار طلبہ دہلی عربک کالج میں داخل ہوئے اور دیوبندی مسلک کی بنیاد پڑی۔

پروفیسر محمد ایوب قادری دیوبندی نے لکھا:

''مولانا مملوک العلی کے تلامذہ کی تعداد کا استحضار ناممکن ہے۔ ان کے شاگردوں میں بڑے بڑے علما مثل مولانا مظہر نانوتوی، مولانا محمد احسن نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا احمد علی سہارنپوری، مولانا ذوالفقار علی دیوبندی، مولانا فضل الرحمٰن دیوبندی، مولوی کریم الدین پانی پتی، منشی جمال الدین مدار المہام بھوپال، شمس العلما ڈاکٹر ضیاء الدین ایل، ایل، ڈی، مولوی عالم علی مراد آبادی (ف ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء)، مولوی سمیع اللہ دہلوی، مولانا عبد الرحمٰن پانی پتی وغیرہ کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں''۔ (حیات مولانا محمد احسن نانوتوی، ص۱۸۳)

مملوک علی کے شاگردوں میں سے ذوالفقار علی دیوبندی اور فضل الرحمٰن دیوبندی نے حاجی عابد حسین دیوبندی کے ساتھ مل کر مدرسہ دیوبند کی بنیاد رکھی۔ مدرسہ دیوبند کا پہلا صدر مدرس مملوک علی کے بیٹے محمد یعقوب نانوتوی (۱۲۴۹ھ-۱۳۰۲ھ-۱۸۳۳ء-۱۸۸۴ء) کو بنایا گیا۔ دیوبندی شیخ الہند محمود حسن دیوبندی، ذوالفقار علی دیوبندی کا بیٹا اور شبیر احمد عثمانی، فضل الرحمٰن دیوبندی کا بیٹا ہے۔

مدرسہ دیوبند کا قیام ۳۰: مئی ۱۸۶۶ء مطابق ۱۵: محرم الحرام ۱۲۸۳ھ کو بروز پنج شنبہ ہوا۔ اسی کے چھ ماہ بعد مملوک علی نانوتوی کے شاگردوں میں سے سعادت علی سہارنپوری

نے رجب المرجب ۱۲۸۳ھ - مطابق ۱۸۶۷ء میں سہارن پور میں مدرسہ مظاہر العلوم قائم کیا۔ تین ماہ بعد شوال ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۸ء میں مملوک علی نانوتوی کے شاگرد محمد مظہر نانوتوی کو مدرسہ مظاہر العلوم کا صدر مدرس مقرر کیا گیا۔ اس طرح مقلد وہابیہ کا مرکز دہلی سے دیو بند و سہارن پور منتقل ہو گیا۔

حاجی عابد حسین دیوبندی چشتی (۱۲۵۰ھ - ۱۳۳۱ھ - ۱۸۳۴ء - ۱۹۱۳ء) مدرسہ دیو بند کے بانیوں میں سے تھے۔ یہ سنی صحیح العقیدہ تھے۔ نظریاتی اختلاف کے سبب حاجی عابد حسین مدرسہ دیو بند سے الگ ہو گئے۔

۱۲۹۰ھ میں قاسم نانوتوی مدرسہ دیو بند آیا۔ اسی سال اس نے ''تحذیر الناس''، لکھی، جس میں عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کیا۔

بعض لوگ قاسم نانوتوی کو مدرسہ دیو بند کا بانی سمجھتے ہیں، حالاں کہ مدرسہ دیو بند کے قیام کے قریباً آٹھ سال بعد ۱۲۹۰ھ میں قاسم نانوتوی مدرسہ دیو بند آیا تھا۔

(دارالعلوم دیو بند کا بانی کون؟ از: ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم مصباحی ص ۱۹،۲۲)

۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۵ء تک دارالعلوم دیو بند کی روداد میں بحیثیت بانی نانوتوی کا نام نہیں آتا تھا۔ اس کے بعد نانوتوی کو بانی کی حیثیت سے متعارف کرانے کی سازش ہونے لگی۔ (دارالعلوم دیو بند کا بانی کون؟ از: ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم مصباحی ص ۵۸،۲۴)

مسلکِ دیو بند کے عناصرِ اربعہ:

مسلکِ دیو بند کے اشخاصِ اربعہ جن کے لیے ''حُسَامُ الْحَرَمَیْن'' میں حکمِ کفر آیا۔ ان میں سے رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی، مملوک علی نانوتوی کے شاگرد ہیں اور خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی، مدرسہ دیو بند کے فارغ التحصیل تھے۔

خلیل احمد انبیٹھوی ۱۲۸۹ھ میں مدرسہ دیو بند سے فارغ ہوا۔ یہ رشید احمد گنگوہی کا خاص شاگرد تھا، اور ادریس کاندھلوی (۱۸۹۹ء - ۱۹۷۴ء) رکن تبلیغی جماعت کا خاص استاد تھا۔ یہ سُنّی بن کر نواب بہاول پور کے مدرسہ میں مدرّس رہا، پھر مناظرۂ بہاول

پور میں شکست کے بعد ۱۳۰۶ھ میں وہاں سے بھاگ گیا۔

اشرف علی تھانوی سال ۱۳۰۱ھ میں مدرسۂ دیوبند سے فارغ ہوا۔ فراغت کے بعد چودہ سال ۱۳۱۵ھ تک مدرسہ فیض عام کان پور میں سنی بن کر مدرس رہا۔ فاتحہ و نیاز، سلام وقیام سب کچھ کرتا رہا، پھر تھانہ بھون میں مدرسہ اشرفیہ قائم کیا اور خانقاہ بنا کر اقامت پذیر ہو گیا۔

اشرف علی تھانوی، دیوبندی شیخ الہند محمود حسن (۱۲۶۸ھ-۱۳۳۹ھ-۱۸۵۱ء-۱۹۲۰ء) کا خاص شاگرد تھا۔ محمود حسن دیوبندی مدرسہ دیوبند کا پہلا فارغ التحصیل تھا۔ ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۷۰ء میں مدرسہ دیوبند سے فارغ ہوا۔ ایک زمانے میں مدرسہ دیوبند کا صدر مدرس ہوا۔

تقویۃ الایمان کا اوّلین تردید نویس وہابی بن گیا:

مملوک علی نانوتوی پہلے سنی تھا اور تقویۃ الایمان کو ''تفویۃ الایمان'' کہا کرتا تھا (حیات محمد احسن نانوتوی، ص۱۸۳-از: پروفیسر محمد ایوب قادری)، پھر وہابی مذہب اختیار کر لیا۔ مملوک علی علامہ رشید الدین خاں دہلوی (م ۱۲۴۹ھ-۱۸۳۳ء) کا شاگرد تھا، جنہوں نے ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ میں اسماعیل دہلوی کی موجودگی میں عبدالحئ بڈھانوی سے دہلی جامع مسجد میں مناظرہ کیا تھا۔ مملوک علی نے سب سے پہلے تقویۃ الایمان کا ردّ لکھا تھا، جب کہ تقویۃ الایمان تصنیفی مرحلہ سے گزر رہی تھی، پھر اس نے ہندوستان میں وہابیت کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔

قاضی فضل احمد لدھیانوی (م ۱۹۴۶ء) نے لکھا:

تاریخِ وہابیہ دیوبندیہ، مرتبہ: حاجی مولوی منشی محمد لعل خاں صاحب مدراسی رضوی حنفی قادری ابقاہ اللہ تعالیٰ، مطبوعہ: کلیمی پریس کلکتہ ۱۳۳۴ ہجری، حاشیہ صفحہ ۳۷۔

سر دفتر محدثین وقدوۃ المحققین فقیہ لاثانی مقبول سبحانی استادی مولوی قاضی محمود سنگیری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا: جس وقت اسماعیل دہلوی نے تفویۃ الایمان کی تصنیف شروع کی تو اسی کے شاگرد امام بخش طالب

علم تھے۔ مولوی مملوک علی صاحب سے بیان فرمایا کہ ایک کتاب تفویۃ الایمان جو خلاف اہل سنت و جماعت ہے، تیار ہو رہی ہے۔ بسا مقدمات اس کے راہِ حق سے دُور ہیں۔

مولوی موصوف نے سنتے ہی فرمایا: شب کو وہ مسودات مجھ کو لا کر دینا۔ موافق وعدے کے شب کو وہ مسودات مولوی مملوک علی کے پاس آتے، اور اس کا رد آپ لکھتے۔ یہ بات مولوی اسماعیل صاحب کو معلوم نہیں تھی۔ جب کتاب تمام ہوئی، رد بھی اس کا تمام ہوا۔

اس ردّ میں یوں فرماتے ہیں: جو مولوی اسماعیل دہلوی کے ہاتھ کے مسودے دیکھے ،تقویۃ الایمان کی جائے پر تفویۃ الایمان، بجائے قاف کے فے سے لکھا ہوا تھا۔ خداوند عالم نے اس کے ہاتھ سے لکھایا تھا۔ سچ ہے۔ یہ کتاب ایمان کو فوت کرنے والی ہے، اور اس کے بعضے مضامین کی خصلت گوبر کی ہے۔ جس طرح گوبر مٹی کو لے جاتا ہے، اور جس گھر میں وہ رہے، ایمان کو لے جائے گی۔ بلفظہ (بشرطیکہ اس کے ردّ کرنے اور لوگوں کو بچانے کی نیت سے نہ رکھتا ہو)''۔

(انوارِ آفتاب صداقت، ص۵۳۲- کتب خانہ سمنانی، اندر کوٹ، میرٹھ)

اسحاق دہلوی اور غیر مقلد وہابیہ:

اسحاق دہلوی کے شاگرد نذیر حسین مونگیری دہلوی (۱۲۲۰ھ-۱۳۲۰ھ-۱۸۰۵ء-۱۹۰۲ء)، یعقوب دہلوی کے شاگرد نواب صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی (۱۲۴۸ھ-۱۳۰۷ھ - ۱۸۳۲ء-۱۸۹۰ء) ، اور نذیر حسین دہلوی کے شاگرد محمد حسین بٹالوی (۱۲۵۲ھ-۱۳۳۸ھ-۱۸۴۱ء-۱۹۲۰ء) نے ملک ہند میں غیر مقلدیت کو فروغ دیا۔ مولوی مملوک علی نانوتوی کے متعدد شاگردوں نے بھی غیر مقلدیت کو اختیار کیا، مثلاً ڈپٹی نذیر احمد بجنوری دہلوی (۱۸۳۶ء-۱۹۱۲ء) وغیرہ۔ ایک طویل مدت تک غیر مقلدیت کو بھارت میں زیادہ فروغ نہیں مل سکا، پھر سعودی حکومت کے تعاون سے غیر مقلدوں نے بھارت میں اپنی تبلیغ شروع کی اور اب یہ لوگ خود کو ''سلفی'' کہتے ہیں۔

بقائے وہابیت کا سببِ دُوُم، انگریزوں کا تعاون:

بھارت میں وہابیت کے زندہ رہ جانے کا ایک سبب انگریزوں کا تعاون تھا۔ انگریزی حکومت بھی چاہتی تھی کہ مسلمانوں میں فرقہ بندیاں ہوتی رہیں، تاکہ یہاں کے مسلمان باہمی تنازعات میں پھنسے رہیں، اور متحد و متفق ہو کر انگریزی حکومت کے لیے خطرہ نہ بن سکیں۔ انگریزوں نے رائل ایشیاٹک سوسائٹی، کلکتہ سے ''تقویۃ الایمان'' کی اشاعت کر کے اسے مفت تقسیم کیا۔ غلام احمد قادیانی کے ذریعہ اسلام کے نظریہ جہاد پر ضرب لگائی۔

مدرسہ دیوبند اور ندوہ (لکھنو) کو انگریزی حکومت کی حمایت حاصل تھی، اور مدرسہ دیوبند کے بانیوں میں سے ذوالفقار علی دیوبندی، فضل الرحمان دیوبندی، اور اس کے اولین صدر مدرس محمد یعقوب نانوتوی انگریزی حکومت کے ریٹائرڈ ملازم تھے۔

پروفیسر محمد ایوب قادری دیوبندی نے لکھا:

''دہلی کالج کے فاضل مدرس مولانا مملوک العلی کے وطن و برادری کے جن حضرات نے مولانا کی سرپرستی میں تعلیم پائی، وہ حضرات بھی تعلیمی نظام میں منسلک نظر آتے ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن دیوبندی اور مولانا ذوالفقار علی دیوبندی ڈپٹی انسپکٹر مدارس رہے۔ مولانا مملوک العلی کے صاحبزادے مولانا محمد یعقوب نانوتوی اجمیر کالج میں مدرس مقرر ہوئے، پھر بنارس، بریلی اور سہارن پور میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس رہے''۔

(حیات محمد احسن نانوتوی، ص ۳۸)

پروفیسر محمد ایوب قادری نے مدرسہ دیوبند سے متعلق لکھا:

''اس مدرسہ نے یوماً فیوماً ترقی کی۔ ۳۱: جنوری ۱۸۷۵ء، بروز یک شنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمّی پامر نے اس مدرسہ کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے معاینہ کی چند سطور درج ذیل ہیں۔

''جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپے کے صرف سے ہوتا ہے، وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ جو کام پرنسپل ہزاروں روپے تنخواہ لے کر کرتا ہے، وہ یہاں

ایک مولوی چالیس روپے ماہانہ پر کر رہا ہے۔ یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں، بلکہ ممد و معاون سرکار ہے"۔ (حیات محمد احسن نانوتوی، ص ۲۱۷)

ندوہ لکھنو کا سنگ بنیاد ایک انگریز کے ہاتھوں رکھا گیا تھا (شبلی نامہ، ص ۱۴۰) اور انگریزی سرکار کا تعاون حاصل تھا۔

شیخ محمد اکرام نے لکھا:

"ندوہ کی تاریخ میں ۱۹۰۸ء کا سال ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس سال صوبہ (یوپی) کے گورنر نے دارالعلوم کی وسیع عمارت کا سنگ بنیاد رکھا اور حکومت کی طرف سے ندوہ کو بعض مقاصد کے لیے پانچ سو روپے ماہوار ملنی شروع ہوئی"۔

(شبلی نامہ، ص ۱۷۸-از: شیخ محمد اکرام)

مدرسہ دیوبند کا قیام ۳۰: مئی ۱۸۶۶ء مطابق ۱۵: محرم الحرام ۱۲۸۳ھ کو بروز پنج شنبہ ہوا تھا۔

ندوہ لکھنو کا قیام ۱۸۹۴ء مطابق ۱۳۱۵ھ کو ہوا تھا۔ اس کی تحریک محمد علی مونگیری (۱۲۶۲ھ-۱۳۶۴ھ) نے شروع کی تھی۔

بقائے وہابیت کا سببِ سوم: جنگ غدر: ۱۸۵۷ء اور سُنّی علما پر برطانوی مظالم:

وہابیت و دیوبندیت کے فروغ کا ایک اہم سبب بھارت کے سنی علما پر انگریزی حکومت کا ظلم و جبر تھا۔ جنگ غدر یعنی پہلی جنگ آزادی: ۱۸۵۷ء میں علمائے اہل سنت و جماعت پیش پیش تھے۔ وہابیوں نے انگریزی حکومت کی تائید کی تھی۔ جب جنگ غدر ختم ہوئی، اور انگریزی حکومت فتح یاب ہوگئی تو انگریزوں نے بے شمار علمائے اہل سنت و جماعت کو گرفتار کرلیا۔ بے شمار علمائے کرام کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ بہت سے علمائے کرام قید کر کے کالا پانی (جزیرۂ انڈمان) بھیج دیئے گئے۔ عام مسلمانوں اور دیگر بھارتیوں کا بھی قتل عام ہوا۔

علامہ فضل حق خیر آبادی وہابیت کے ردّ و اِبطال کے بھی قافلہ سالار تھے اور انگریزوں

کے خلاف جہاد کا فتویٰ بھی آپ نے ہی دہلی کی جامع مسجد سے جاری فرمایا تھا۔ آپ نے جنگ غدر میں بعض محاذوں پر بھارتی فوج کی سپہ سالاری کے فرائض بھی انجام دیے تھے۔

علمائے اہل سنت و جماعت آغازِ اَمر سے ہی بھارت کو انگریزوں کے جال سے آزاد کرانے کی کوشش میں تھے۔ پہلی جنگ آزادی: ۱۸۵۷ء سے قبل ہی علمائے اہل سنت بیدار ہو چکے تھے، اور نجی کوششیں شروع کر چکے تھے۔ انگریزوں نے مسلمانوں سے صرف حکومت ہی نہیں چھینا، بلکہ وہ مسلمانوں کے ایمان کو تباہ و برباد کرنے میں بھی بہت حد تک کامیاب رہے۔ جو ایمان بچا، وہ علمائے اہل سنت کی سعی پیہم کا نتیجہ ہے۔ جس کی تقدیر میں گمرہی تھی، وہ گمراہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مذہب حق کی نعمت گراں بہا عطا فرمائی، اس پر رب تعالیٰ کی حمد بیکراں۔ حضورِ اقدس حبیبِ کبریا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی محبت عطا ہوئی جو نجات کا پروانہ ہے، اس پر رب تعالیٰ کا شکرِ عظیم۔

علمائے اہلِ سنت و جماعت:

علمائے اہلِ سنت نے ۱۸۵۷ء کی اولین جنگ آزادی میں کلیدی کردار ادا کیا۔ علمائے اہلِ سنت نے دیکھا کہ بہت سے ہندوؤں نے علی الاعلان انگریزوں کی حمایت کی۔ مسلمانوں میں بھی بہت سے غدار اور نصاریٰ کے جاسوس نکلے۔ اسی غداری اور ہندوؤں کے در پردہ انگریزوں کے تعاون کے سبب مجاہدینِ آزادی کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ دوسری جانب انگریزوں نے قوم مسلم میں مذہبی فتنوں کو پروان چڑھا رکھا تھا۔ علامہ فضل حق خیرآبادی سمیت علمائے اہل سنت و جماعت کا ایک طبقہ قید و بند کی زندگی گزار رہا تھا۔ بہت سے علمائے اہل سنت کو پھانسی دے دی گئی تھی۔ اس افراتفری کے عالم میں وہابی مسلک کو پھلنے پھولنے کا خوب موقع ملا۔ مقلد وہابیہ اور غیر مقلد وہابیہ دونوں گروپ نے انگریزوں کی طرفداری کی تھی، اس لیے حکومتی سطح پر ان لوگوں کو تعاون حاصل رہا۔ مذہب اہل سنت صرف اپنی حقانیت کے سبب زندہ رہا۔

وہابیت کی اصل بغاوت ہی ہے، لیکن نصاریٰ کی بغاوت نہیں، بلکہ اہلِ اسلام سے

بغاوت اورارباب حکومت سے محبت، جیسے عرب میں وہابیوں کے اصل الاصول ابن عبد الوہاب نجدی نے سلطنتِ عثمانیہ اسلامیہ سے مخالفت، اور نصاریٰ سے محبت کی۔ اسی طرح بھارت میں وہابیوں نے انگریزوں سے محبت کی اور سلطنتِ مغلیہ اسلامیہ سے بغاوت کی۔

حضورِ اقدس سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمادیا تھا:

''یقتلون اھل الاسلام–ویدعون اھل الاوثان''

یعنی ''یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور غیر مسلموں کو نظر انداز کریں گے''۔

فرمانِ نبوی کے بعد کسی شہادت کی ضرورت نہیں۔

برہمنوں کی کاسہ لیسی:

جب دیوبندیوں کو اندازہ ہوگیا کہ اب بھارت میں انگریزوں کا اقتدار چراغ سحری کی مثل ٹمٹمارہا ہے، تب انہوں نے ہندوؤں کی کثرتِ تعداد کے سبب اندازہ لگالیا کہ انگریزوں کے بعد ہنود کا نمبر ہے۔ وہابیہ نے ہندوؤں کی کاسہ لیسی شروع کردی۔ اگر آزادی کی کوشش انفرادی طور پر ہوتی تو مسلمانوں سے لی گئی حکومت مسلمانوں کو ملنے کی بہت امید تھی۔ انگریز بھی کہہ چکے تھے کہ جب مسلمان پڑھ لکھ کر حکومت کے لائق ہوجائیں گے تو حکومت ان کے سپرد کردی جائے گی، مگر وہابیہ کو اہلِ اسلام سے ازلی عداوت ہے۔

دیوبندی جماعت انگریزوں کو کمزور ہوتا دیکھ کر برہمنوں کی چاپلوسی کرنے لگی۔ اگر آزادی کے بعد مسلمانوں کو حکومت نہ بھی ملتی تو حکومت میں مسلمانوں کو مضبوط شراکت حاصل ہوتی، جیسے مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب کا حق ملا تھا۔ ملک کی تقسیم کا اصل سبب مسلمانوں کے ساتھ برہمنوں کی ناانصافی تھی کہ برہمنوں نے آزادی کے بعد مسلمانوں کو محض غلاموں کی طرح رکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔

مسلمانوں نے بار بار اپنے حقوق کے لیے کانگریس سے جواب کا مطالبہ کیا، لیکن برہمنوں نے ناانصافی کی راہ متعین کی اور کانگریس نے قوم مسلم کو ان کے حقوق سے متعلق اطمینان بخش جواب نہیں دیا۔ دیابنہ بھی کانگریس کی تائید میں لگے رہے۔

دیوبندی شیخ الہند محمود حسن عثمانی دیوبندی (۱۲۶۸ھ-۱۳۳۹ھ - ۱۸۵۱ء - ۱۹۲۰ء) نے اپنے ہم خیالوں اور شاگردوں کی مدد سے ۹: نومبر ۱۹۱۹ء کو جمعیۃ العلما کی تشکیل کی اور دیابنہ تن من دھن کے ساتھ کانگریس کی چاپلوسی میں مبتلا ہو گئے۔ آج بھی دیوبندی جمعیۃ العلما بھارت کے برہمنوں اور آر ایس ایس کی تائید میں مصروف ہے۔ دراصل یہ لوگ اربابِ قوت وحکومت کی چاپلوسی کے عادی ہیں، تاکہ ان کے ذاتی مفادات کا حصول ہو سکے۔ آزادی کے بعد جمعیۃ العلما نے مسلمانوں کو کانگریس کے سپرد کر دیا۔ کانگریس مسلمانوں پر مسلسل ظلم وستم کرتی رہی۔ اگر آزادی کے وقت مسلمان تنہا آزادی کی جنگ لڑتے اور کامیاب ہوتے تو آج بھارت میں مسلمانوں کا یہ حال نہ ہوتا۔

مسلمانوں کو حکومت میں ایک مضبوط حصہ ملتا، لیکن دیوبندیوں نے کانگریس کی حمایت کی اور مسلم لیگ مسلمانوں کے حقوق کے لیے لڑتی رہی۔ دیوبندیوں کے سبب مسلمان دو حصوں میں تقسیم ہو چکے تھے، اس کمزوری اور تفریق کو دیکھ کر قومِ مسلم کو آزادی کے بعد ملنے والے حقوق کی نشاندہی کانگریس نے نہیں کی۔ نتیجہ کے طور پر مسلم لیگ نے تقسیم کا مطالبہ کر دیا اور انگریزوں نے ملک کو تقسیم کر دیا۔ دیوبندیوں کے سبب مسلمان سیاسی سطح پر کانگریسی اور مسلم لیگی دو گروپ میں تقسیم ہو گئے۔ برہمنوں کی کاسہ لیسی کرنے والے مسلمان کانگریسی ہوئے اور مسلمانوں کے حقوق کی آواز بلند کرنے والے مسلم لیگ سے منسلک ہو گئے۔ اب بھارت میں جو مسلمان بچ گئے، وہ کمزور ہو گئے۔ مختلف طریقوں سے ان پر ظلم و جبر ڈھایا جاتا ہے۔ بس اللہ ہی کا سہارا ہے۔

نوٹ: اس مقالہ میں بدمذہبوں کے ناموں کے ساتھ درج ''مولانا'' تصحیحِ نقل کے التزام کی وجہ سے ہے۔

☆......☆......☆......☆

مولوی ابوایوب دیوبندی کے ایک عظیم دجل کا انکشاف

ملک سہیل اشرف عاقل

مولوی ابوایوب دیوبندی نے لکھا ہے:

''چنانچہ جناب ارشد القادری صاحب سے یہ شکایت ہوئی کہ ''اعلیٰ حضرت'' اور اس کے شہزادے مخالفین کے حق میں اس قدر بداخلاق کیوں واقع ہوئے اور انہوں نے تہذیب وشائستگی کا دامن کیوں جھاڑ دیا، تو اس کے جواب میں قادری صاحب نے ایک بڑی حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے انکشاف کیا کہ جب اعلیٰ حضرت کے مخالفین نے ان کی بات نہ مانی تو:

''......تو مجبوراً اسی زبان میں ان سے (یعنی مخالفین سے۔ ناقل) بات کرنی پڑی جوزبان وہ اپنی نجی گفتگو میں استعمال کیا کرتے تھے۔'' (زیروزبر، ص ۲۸۸۔ مطبوعہ لاہور)

سبحان اللہ! جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ یعنی یہ زبان جس کے چند نمونے گزشتہ سطور میں پیش کیے گئے، وہ اپنی نجی گفتگو میں استعمال کیا کرتے تھے، اگر مخالفین مجبور نہ کرتے تو اس کا استعمال محض وہ اپنی نجی زندگی کی حد تک ہی محدود رکھتے، مگر مخالفین نے اعلیٰ حضرت کو اتنا مجبور کردیا کہ پھر وہ اپنی کتابوں میں بھی اپنے گھر کی زبان گھسیٹ لائے، اس سے زیادہ اعتراف آپ کو کہاں ملے گا۔''

(دست وگریبان، جلد ۳، صفحہ ۴۴، ۴۵، مطبوعہ دارالنعیم، عمر ٹاور، حق سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

زیروزبر کی مکمل عبارت:

علامہ ارشد القادری صاحب لکھتے ہیں:

''تیسرا الزام بریلوی فتنہ کے مصنّفین نے ''وقعات السنان'' نامی کتاب پر عائد کیا ہے کہ اس کی زبان سوقیانہ اور غیر مہذب ہے۔ لیکن یہ الزام عائد کرتے وقت وہ یہ بتانا بھول گئے ہیں کہ یہ کتاب جن کے جواب میں لکھی گئی ہے خود ان کی زبان کیسی تھی اور کس طرح کے مضامین سے انہیں دلچسپی تھی۔''

''حفظ الایمان'' کی مشہورِ زمانہ گستاخانہ عبارت کے تذکرہ کے بعد علامہ ارشد القادری صاحب مزید لکھتے ہیں کہ:

''جب موصوف علمی زبان میں بات نہیں سمجھ سکے اور بالکل ہٹ دھرمی پر اُتر آئے تو مجبوراً اسی زبان میں ان سے بات کرنی پڑی جو زبان وہ اپنی نجی گفتگو میں استعمال کرتے تھے۔'' (زیروزبر، ص 264، مطبوعہ اکبر بک سیلرز، لاہور)

اس عبارت سے صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ علامہ ارشد القادری یہاں پر دیوبندی اکابرین کی نجی زبان و گفتگو سے متعلق بات کر رہے ہیں نہ کہ اعلیٰ حضرت یا شہزادۂ اعلیٰ حضرت کی نجی زبان و گفتگو سے متعلق۔

مولوی ابوایوب دیوبندی کی نقل کردہ عبارت:

''تو مجبوراً اسی زبان میں ان سے بات کرنی پڑی جو زبان وہ اپنی نجی گفتگو میں استعمال کرتے تھے۔''

اس عبارت میں ''ان'' سے مراد دیوبندی اکابرین ہیں جیسا کہ بریکٹ میں خود مولوی صاحب نے لکھا ہے اور ''جو زبان'' سے مراد ''دیوبندی اکابرین کی زبان'' ہے۔ اور (وہ اپنی نجی گفتگو میں استعمال کرتے تھے) سے مراد دیوبندی اکابرین ہی ہیں۔ اعلیٰ

حضرت یا مفتیِ اعظمِ ہند ہرگز نہیں۔

علامہ ارشد القادری صاحب اسی عبارت کے ساتھ مزید لکھتے ہیں کہ:

''اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ میرے قلم کی طہارت و نفاست کو ٹھیس پہنچے گی تو میں ان کے ملفوظات سے فاحشانہ ذہنیت، غیر شریفانہ زبان اور گندہ مضامین کے کچھ نمونے ضرور پیش کرتا جس سے قارئین کرام ان کی ذوقِ طبع کا اچھی طرح اندازہ لگا لیتے۔''

کتنے دُکھ اور حیرت کی بات ہے کہ جس شخص کو علم کی بجائے دجل میں مہارت ہو، وہ علمائے اہلِ سنت کو پہ زبان درازی کرتا ہے اور ایک عظیم دینی علمی روحانی شخصیت حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب کے متعلق بکواس کرتا ہے کہ:

''مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی صاحب بھی انہی لوگوں میں تھے جن کا علم یا تحقیق سے دُور کا بھی رشتہ نہیں۔''

(دست و گریباں، ص ۱۲۰، مطبوعہ دار النعیم، عمر ٹاور، حق سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

آگے لکھتا ہے:

''مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب پر ویسے تو ہمیں یقین تھا کہ جاہل ہی ہوں گے مگر ان کی کتاب دیکھ کر یقین ہو گیا یعنی پہلے علم یقین تھا اب عین یقین ہو گیا اور مجھے امید ہے کہ آپ کو بھی ہو گیا ہوگا۔''

(دست و گریباں، ص ۱۲۴، مطبوعہ دار النعیم، عمر ٹاور، حق سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

مفتی صاحب تو یقیناً اس بکواس کے مصداق نہیں ہیں، لیکن یہ جاہل دیوبندی اپنی اس بکواس کا مصداق ضرور ہے جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ ایسے دجل کے مظاہرے کے بعد اچھا تھا کہ یہ جاہلِ اعظم چلو بھر پانی میں ڈوب کے مر جاتا۔

☆......☆......☆......☆

قسط:۱۴

دیوبندی خود بدلتے نہیں کتابوں کو بدل دیتے ہیں

میثم عباس قادری رضوی

دیوبندی تحریف نمبر ۳۷:

دیوبندی مفتی نے حدیث شریف کے ترجمہ میں سے ''رسول'' کا لفظ نکال دیا:

مفتی محمود احمد دیوبندی (دارالافتاء جامعہ اشرفیہ، لاہور) کی جانب سے (دیوبندی فرقہ میں شیخ الاسلام کہلوانے والے) مفتی تقی عثمانی دیوبندی کے افادات پر مشتمل ایک کتاب بنام ''اسلام اور جدید معاشی مسائل'' ترتیب دی گئی ہے، اس کتاب میں ''تصویر والے کپڑے کی خرید وفروخت'' کے عنوان کے تحت ''بخاری شریف'' سے ایک حدیث شریف نقل کی گئی ہے، خیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس حدیث شریف کے اُردو ترجمہ میں ایک مقام پر ''رسولہ'' کو غائب کردیا گیا ہے، حالانکہ عربی متن میں ''رسولہ'' کا لفظ موجود ہے۔ دیوبندی مولوی کی جانب سے حدیث شریف کے اس مقام کا کیا گیا ترجمہ ملاحظہ کریں:

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: **فعرفت في وجهه الكراهة** (ان تصاویر کی وجہ سے) میں نے حضورِ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے چہرہ مبارک پر ناگواری کے آثار دیکھے۔ **فقلت: يارسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أتوب إلى الله إلى رسوله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ماذا أذنبت؟** میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! میں اللہ کی طرف توجہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ

ہو گیا ہے جس کی وجہ سے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ناگواری کا اظہار فرمایا ہے (اور مجھے اس کا علم نہیں ہے)۔''

(اسلام اور جدید معاشی مسائل، جلد۴، صفحہ۱۵، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰۔ انارکلی، لاہور)

نوٹ: قوسین میں درج الفاظ بھی کتاب سے نقل کیے گئے ہیں۔

قارئینِ کرام! آپ نے ملاحظہ کیا کہ حدیث شریف میں ''أتوب إلى الله إلى رسوله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' کے اُردو ترجمہ میں دیوبندی مفتی کی جانب سے ''رسوله'' کا لفظ نقل ہی نہیں کیا گیا جو کہ یہودیانہ تحریف ہے۔ حدیث شریف کے ترجمہ میں یہ تحریف چاہے اس کتاب کے مرتب مفتی محمود احمد دیوبندی (دارالافتاء جامعہ اشرفیہ، لاہور) کی جانب سے کی گئی ہو یا دیوبندی فرقہ میں شیخ الاسلام کہلوانے والے مفتی تقی عثمانی دیوبندی کی طرف سے، ہر حال میں قابلِ مذمت ہے۔

دیوبندی تحریف نمبر ۳۸ تا ۴۶:

نواب قطب الدین خان دہلوی کی کتاب ''مظاہرِ حق'' کے جدید ایڈیشن میں مولوی شمس الدین دیوبندی کی شرمناک تحریفات:

مفتی شیر محمد علوی دیوبندی (سابق مفتی جامعہ اشرفیہ، لاہور) نے مولوی شمس الدین دیوبندی (مدرس دارالعلوم مدنیہ چنیوٹ شہر) کے نام لکھے گئے خط میں یہ بیان کیا ہے کہ: ''نواب قطب الدین خان دہلوی کی کتاب ''مظاہرِ حق'' کے نو مقامات پر موصوف (یعنی مولوی شمس الدین دیوبندی، مدرس دارالعلوم مدنیہ چنیوٹ شہر) نے تحریف کا ارتکاب کیا ہے، اگر مزید تحقیق کی جائے تو مزید تحریفات کا انکشاف ہوگا''۔

ذیل میں مفتی شیر محمد علوی دیوبندی کا مکمل خط نقل کیا جا رہا ہے، ملاحظہ کریں:

''شرح مشکوٰۃ ''مظاہرِ حق'' کی طبعِ جدید کے مرتب کی بددیانتی:

حضرت مولانا مفتی شیر محمد علوی مدظلہم

۱۱ربیع الاول ۱۴۳۹ھ بمطابق ۳۰ نومبر ۲۰۱۷ء

محترم جناب مولانا شمس الدین صاحب مدرس دارلعلوم مدنیہ چنیوٹ شہر

سلامِ مسنون!

عرض آنکہ آپ کی مرتبہ کتاب ''مظاہر حق'' (جدید) جو کہ حضرت نواب قطب الدین صاحب رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر کے ان کے نام سے شائع کی گئی ہے، دیکھنے کا موقع ملا۔ اور بہت افسوس ہوا کہ آپ نے کتاب میں کئی مقامات پر تحریف اور علمی خیانت کا ارتکاب کیا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ حضرت نواب صاحب کا نام استعمال نہ کرتے اور اپنے ہی نام سے ''مشکوٰۃ شریف'' کا ترجمہ اور شرح شائع کر دیتے۔ اور آپ اس میں اپنے باطل (مماتی) نظریات بھرتے یا کچھ اور تو کسی کو اعتراض کا حق نہ ہوتا۔ مگر حضرت نواب صاحب قدّس سرّہٗ جو کہ صحیح العقیدہ، اہل سنت کے مسلم محدث اور حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے ممتاز تلمیذِ رشید ہیں، اُن کی طرف آپ نے غلط عقائد منسوب کر دیے تا کہ کچھ عرصہ کے بعد جب اصل پرانے نسخے ناپید ہو جائیں گے تو یہی آپ کے باطل عقیدوں پر مشتمل کتاب کو ہی لوگ اصل کتاب سمجھیں گے اور نواب صاحب مرحوم کو بھی انہی عقائدِ باطلہ کا حامل قرار دیں گے اور اس کا سب وبال آپ کی گردن پر ہوگا، جبکہ نواب صاحب اس سے بری الذمہ ہوں گے۔

پہلے یہ ''تحریف'' اور ''الحاق'' کا کام شیعہ کرتے تھے کہ اکابرِ اہلِ سنت کی کتب میں اپنے عقائد باطلہ کا الحاق کرتے تھے جس کی پوری تفصیل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے اپنی کتاب ''تحفہ اثنا عشریہ'' میں بیان فرمائی ہے اور اب یہ کام آنجناب نے سرانجام دے کر اپنی عاقبت خراب کی ہے۔

اس پر دیگر اہلِ علم حضرات سے بھی التماس ہے کہ غور فرماویں اور دوسرے حضرات کو بھی اس خیانت پر مطلع فرماویں تا کہ تمام قارئین اور بالخصوص دینی مدارس کے طلباء

گمراہی اور بدگمانی کے گناہ سے بچ سکیں۔

اب آپ کی تحریف اور علمی خیانت کے چند نمونے پیش خدمت ہیں:

خیانت نمبر۱:

خود حضرت نواب صاحب نے اپنی پوری سند حضرت شاہ اسحاقؒ سے لے کر مصنفِ مشکٰوۃ تک صفحہ ۳/ پر تحریر فرمائی تھی آپ نے اس کو حذف کر دیا اور کوئی وجہ بھی حذف کرنے کی تحریر نہیں کی۔

خیانت نمبر۲:

حضرت نواب صاحب نے اپنی کتاب میں ص ۶/ سے لے کر ص ۱۳/ تک ائمہ مجتہدین اور محدثین کے احوال تفصیل سے تحریر کیے تھے، آپ نے خیانت کا ارتکاب کر کے ان سب کو نکال دیا۔

خیانت نمبر۳:

حضرت نواب صاحب نے سیدنا عمر فاروقؓ کی حدیث سے پہلے اور خطبہ کے بعد ص ۱۵/ پر ایک فصل قائم کر کے محدثین کی اصطلاحات بیان فرمائی تھیں آپ نے ان کو نکال باہر کیا۔ معلوم نہیں آپ کی اس خیانت میں کیا مصلحت کارفرما ہے؟

خیانت نمبر۴:

"باب المواقیت" میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کی روایت کے تحت [۱/۱۹۰] مرزا خیراللہ کا مرتبہ نقشہ اوقات صلٰوۃ جو کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ کا پسند فرمودہ تھا آپ نے خیانت کر کے اس کو بھی نکال دیا۔

خیانت نمبر۵:

"باب الصلوۃ علی النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وفضلها" کی فصل ثانی

میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کی دوسری روایت جس میں وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ "ان للّٰہ ملٰئکة سیاحین فی الارض" (الحدیث) اس روایت کی تشریح کو آپ نے مکمل بدل دیا ہے، چنانچہ اصل عبارت یوں ہے:

"فائدہ: امت کی طرف سے سلام۔ جبکہ سلام بھیجتے ہیں مجھ پر قلیل ہو یا کثیر۔ اور یہ مخصوص ہے اس کے لیے کہ دُور ہے مزار شریف سے، یعنی جو وہاں جا کر بھیجتا ہے تو بلا واسطہ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ سنتے ہیں، احتیاج فرشتوں کے پہنچانے کی نہیں اور اس میں اشارہ ہے طرف حیات دائمی حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کے اور خوش ہونے ان کے بسبب پہنچنے سلام امت کے اشارہ ہے طرف قبولِ سلام کے، کہ قبول کرتے ہیں، اس کو فرشتے اٹھا لے جاتے ہیں طرف حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کے، اور آگے آوے گا کہ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ جواب بھی سلام کا دیتے ہیں اس کو جو سلام بھیجتا ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ پر اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فرشتے نام لیتے ہیں اس کا مثلاً کہتے ہیں یا رسول اللہ بے چارہ مسکین محمد قطب الدین ابن محمد محی الدین یقرئك السلام" یعنی وہ سلام عرض کرتا ہے خدمت بابرکت میں۔

جان می دهم در آرزوائے قاصد آخر باز گو

درمجلس آں نازنیں حرفے که از ما میرود"

[مظاہر حق: ۱/۲۹۸، مکتبہ شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار لاہور]

جبکہ آپ نے اس روایت کی تشریح یوں کی ہے:

"تشریح: جب کوئی آدمی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ پر دُرود پڑھتا ہے تو ملائکہ اس درود کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کی خدمت

بابرکت میں پیش کرتے ہیں۔ اس حدیث سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو حیاتِ برزخیہ حاصل ہے تب ہی تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت اقدس میں صلوۃ کو پیش کیا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ درود سے خوش ہوتے ہیں اور صلوۃ وسلام کے پڑھنے والے کے لیے سعادت ہے۔ تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جب صلوۃ وسلام رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت بابرکت میں پیش کردیا جاتا ہے تو وہ درجہ قبولیت کو پہنچ جاتا ہے، تب ہی تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں پیش کردیا جاتا ہے۔'' [ص:۷۴۸]

خیانت نمبر٦:

اسی فصل کی اگلی روایت جو حضرت ابوھریرۃ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سے مروی ہے جس میں حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے: ''**ما من أحد يسلم عليّ إلا ردّ الله عليّ روحي حتى أرد عليه السلام**'' اس روایت کی تشریح بھی آپ نے اپنی طرف سے درج کردی ہے، کیونکہ اصل عبارت یوں ہے:

''فائدہ: عقیدہ ہے اہل السنۃ والجماعۃ کا کہ آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زندہ ہیں عالمِ برزخ میں اس لیے حیات النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہتے ہیں۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زندہ نہیں ہیں، وقت سلام کرنے کسی کے روح بدن مبارک میں لے آتے ہیں۔ جواب اِس اشکال کا یہ ہے کہ مراد روح بھیجنے سے یہ نہیں ہے کہ رُوح بدن مبارک میں نہیں، اَب بھیجتے ہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ روح مبارک جو مشاہدہ رب العزت میں مستغرق ہے اس کو اس حالت سے

افاقت دے کر اس عالم کی طرف متوجہ کرتے ہیں تاکہ صلوۃ وسلام سنیں۔ پس اس توجہ اور آگاہ کرنے کو یوں کہا کہ "بھیجتا ہے اللہ روح مجھ پر والانبیاء صلٰوت اللہ وسلامه علیهم زندہ ہیں قبروں میں"۔اب آگے کلام اس میں رہا کہ یہ فضیلت خاص زیارت کرنے والوں ہی کے لیے ہے یا عام ہے؟ ظاہر یہ ہے کہ عام ہے یعنی خواہ دُور سے سلام بھیجیں یا مزار مبارک پر جا کر، مگر یہ کہ سلام زیارت کرنے والوں کا بے واسطہ ملائکہ کے سنتے ہیں اور دُور والوں کا بواسطہ ملائکہ کے جیسا کہ حدیثِ ابوھریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۂ سے جو کہ تیسری فصل میں ہے، سے ظاہر ہوتا ہے۔"

جبکہ آپ نے اس روایت کی تشریح یوں فرمائی ہے کہ:

تشریح "اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب کوئی آدمی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی روح کو لوٹا دیتا ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عالم برزخ میں زندہ ہیں۔ کیونکہ عالم کی کل تین قسمیں ہیں:

(۱) عالم دنیا: اس میں جسم ظاہر ہوتا ہے اور روح پس پردہ ہوتی ہے اور احکام جسم پر لگتے ہیں۔

(۲) عالم برزخ: اس میں روح ظاہر ہوتی ہے اور جسم پس پردہ ہوتا ہے اور احکام روح پر جاری ہوتے ہیں اور عالم برزخ کی وسعت دنیا کے مقابلے میں اس طرح ہے جس طرح ماں کے پیٹ کے مقابلے میں عالم دنیا کی وسعت ہے۔

(۳) عالم آخرت: اس میں جسم اور روح دونوں ظاہر ہوں گے اور دونوں کی حیثیت مساوی ہوگی اور دونوں سے احکام کا تعلق ہوگا اور دونوں مسئول ہوں گے۔"

خیانت نمبر ۷:

اسی طرح اس باب کی فصل ثالث میں حضرت ابوھریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عنہ کی روایت جس میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ارشاد مبارک ہے: من صلی علیّ عند قبری (الحدیث) اس کی تشریح بھی آپ نے اپنی طرف سے درج کی ہے۔ اصل عبارت یوں ہے:

"فائدہ: یعنی پاس والے کا دُرود خود سنتا ہوں بلاواسطہ اور دُور والے کا دُرود ملائکہ سیاحین پہنچاتے ہیں اور جواب سلام کا بہر صورت دیتا ہوں اس سے معلوم کیا چاہیے کہ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر سلام بھیجنے کی کیا بزرگی ہے اور حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر سلام بھیجنے والے کو، خصوصاً بہت بھیجنے والے کو کیا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اگر تمام عمر کے سلاموں کا ایک جواب آئے سعادت ہے چہ جائے کہ ہر سلام کا جواب آئے۔

بهر سلام مکن رنجه در جواب آں لب

که صد سلام مرا بس یکے جواب از تو" [ص:۳۰۲]

جبکہ آپ نے اس روایت کی تشریح یوں قلم بند فرمائی ہے:

"تشریح: اس حدیث میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں کہ جو آدمی میری قبر پر حاضر ہو کر درود پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں اور جو آدمی دُور سے دُرود پڑھتا ہے وہ مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ دُرود وسلام رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ کے پاس پیش کیا جاتا ہے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تشریف نہیں لاتے۔ بعض اہلِ بدعت عشق کا دعوی کرتے ہیں اور محبوب کے پاس جانے کی بجائے اپنے ہاں بلانے پر اصرار کرتے ہیں'' [ص:۷۵۴]

خیانت نمبر ۸:

باب الجمعہ: فصل ثانی میں اوس بن اوس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی روایت ہے، جس میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے کہ: **ان من افضل ایّامکم یوم الجمعة فيه خلق آدم** (الحدیث) کی تشریح میں آپ نے کچھ دیانت اور کچھ خیانت کا مظاہرہ کیا، یعنی جہاں تک آپ کے مطلب کی بات تھی اس کو تو ذکر کیا لیکن جہاں سے آپ کی مخالفت شروع ہوئی تو آپ نے عبارت ہی بدل دی، چنانچہ اصل عبارت یوں ہے:

''اور اخیر حدیث کا حاصل یہ ہے کہ زندہ ہیں انبیاء قبروں میں، یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہے نہ حیات معنوی روحانی جیسے کہ شہداء کو ہے اور سوا ان کے اور اموات بھی سنتے ہیں سلام اور کلام اور عرض ہوتے ہیں اعمال اقرباء ان کے بعض ایام میں۔'' [ص:۴۴۴]

جبکہ آپ نے اس کو یوں ذکر کیا ہے:

''**ان اللّٰــہ حرم** ۔۔۔(الحدیث) ان الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے عام مردوں کی طرح انبیاء کے اجسام مطہرہ گل سڑ کر ختم نہیں ہوتے بلکہ قیامت تک محفوظ و مامون و معطر رہتے ہیں بلکہ یہاں تک کہ انبیاء کا کفن تک بھی میلا نہیں ہوتا، وہ بھی قیامت تک اسی طرح تازہ رہے گا جس طرح کہ پہنایا تھا۔ ''**فــان صـلـوتکم معروضة علیّ**'' اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو قبر مبارک میں حیات جسمانی حقیقی حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے کہ جب

بھی کوئی آدمی درود پڑھتا ہے تو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔۔۔۔" [ص:۱۰۰۰]

خیانت نمبر۹:

اسی طرح اس باب کی فصل ثالث میں حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ عنہ کی روایت ہے جس میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے کہ: اکثروا الصلاۃ علیّ یوم الجمعۃ . . . (الحدیث) اس میں بھی آپ نے ردّوبدل کیا ہے چنانچہ اصل عبارت یوں ہے:

"آگے اس کے ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے بطریق استفہام کے کلام مذکور عرض کیا بگمان اس کے کہ یہ حکم خاص ساتھ حالت ظاہری ہی کے ہے اور حرام کیا ہے یعنی منع کیا ہے زمین کو کھانے بدنوں ان کیسے۔ پس نہیں فرق ہے واسطے ان کے بیچ دونوں حالتوں کے یعنی حالت زندگانی اور مرنے کے اس لیے کہا گیا ہے: "اولیاء اللّٰہ لایموتون ولکن ینتقلون من دار الی دار" اور رزق دیے جاتے ہیں یعنی رزقِ معنوی اور منافی نہیں ہے کہ انبیاء کو رزق حسّی بھی ہو۔ چنانچہ ظاہر یہی بات ہے جیسا کہ ارواحِ شہداء کے حق میں آیا ہے کہ کھاتے ہیں میوے جنت کے پس انبیاء تو اشرف ہیں ان کے لیے کیوں نہ یہ بات ہو" [۴۴۶]

جبکہ آپ نے اس کو یوں نقل کیا ہے:

"فنبی اللّٰہ حیّ یرزق" یہ بات ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ انبیاء کے اجسامِ مطہرہ اپنی اپنی قبروں میں بالکل محفوظ اور معطر ہیں اور کفن سمیت اسی طرح تروتازہ ہیں جس طرح اس وقت تازہ تھے جس وقت قبر مبارک میں رکھے گئے تھے اور انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے" [ص:۱۰۰۲]

محض سرسری مطالعہ سے یہ چند خیانتیں سامنے آئی ہیں، اگر تفصیل سے بنظرِ غائر دیکھا جائے تو نا معلوم کتنی مزید خیانتیں اور سامنے آئیں گی۔ **فالی اللّٰہ المشتکی.**

التماس: دیانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ان خیانتوں سے رجوع کریں اور کتاب کی اصلاح کریں، نیز اپنے رجوع اور کتاب میں اصلاح کی اطلاع اور اعلان بھی کسی مناسب طریقہ سے کریں، کیونکہ اشاعت کے بعد کتاب کئی لوگوں کے ہاتھ پہنچ چکی ہے، یا پھر نواب صاحب **قُدِّسَ سِرُّہٗ** کا نام ہٹا کر اپنا نام بطور مترجم وشارح کے لکھیں اور کتاب کا نام بھی کوئی دوسرا تجویز کریں تا کہ لوگوں کو دھوکہ اور مغالطہ نہ لگے۔

احقر نے جس نسخے کے صفحات لکھے ہیں وہ ''شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور'' کا مطبوعہ ہے اور یہی قبل ازیں دہلی اور لکھنو سے شائع ہوتا رہا ہے۔ اپنے عریضہ کی کاپی ناشر کتاب (مکتبۃ العلم، اُردو بازار، لاہور) اور دیگر اہلِ مدارس کو بھی بھیج رہا ہوں تا کہ علمائے کرام آپ کی جسارت اور علمی خیانت پر مطلع ہو کر احتیاط کا پہلو اختیار کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو توبہ کی توفیق و ہمت عطا فرمائے اور اگر توبہ نہ کی تو یقیناً عاقبت خراب ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ **واللّٰہ الموفق وھو یھدی السبیل۔**

فقط والسلام: جواب کا منتظر، آپ کا خیر خواہ:

الاحقر شیر محمد علوی، سابق مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور

ومدیر دارالافتاء جمیلی، مدرسہ خدامِ اہلِ سنت تعلیم القرآن، کرم آباد، وحدت روڈ، لاہور''

(ماہنامہ صفدر، لاہور، شمارہ: ۸۴۔ بابت فروری ۲۰۱۸ء۔ صفحہ ۲۱ تا ۲۵)

قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ ''مظاہر حق'' کے نو مقامات پر مولوی شمس الدین دیوبندی (مدرس دارلعلوم مدنیہ چنیوٹ شہر) کی تحریف وبددیانتی مفتی شیر محمد علوی دیوبندی نے اپنے خط میں بیان کر دی ہے۔ تا حال اس خط کے جواب میں مولوی شمس الدین دیوبندی نے اپنی شرمناک تحریفات سے توبہ نہیں کی۔

حاجی اِمدادُاللہ مہاجر مکی
مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی
سراج الیقین دیوبندی
اور مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری دیوبندی
اللہ تعالیٰ کے ''بے اَدب'' ہیں:

مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کا فتویٰ

مولانا محمد الطاف تونسوی

دیوبندی بیمار حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا:

''بعض لوگ جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اللہ تعالیٰ کا معشوق کہتے ہیں، چنانچہ شعرا، اشعارِ نعتیہ میں اس مضمون کو باندھتے ہیں، سو عشق کا خاصہ ہے عاشق کو مضطرب کر دینا اور حق تعالیٰ اس سے منزہ ہے۔ مگر غضب یہ ہے کہ بعض بے باکوں نے اس اضطراب کو بھی نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کے لیے مان لیا۔''

(اشرف الجواب، صفحہ نمبر ۱۶۸، مطبوعہ المیزان، اُردو بازار، لاہور)

مولوی اشرفعلی تھانوی نے مزید کہا:

''الحاصل معشوق کہنا یہ سخت بے ادبی ہے، اس لیے کہ عشق خاصہ آدمی کا ہے، اس

لیے کہ عشق نام ہے نفس کے ایک خاص انفعال کا اور اللہ تعالیٰ انفعال اور تاثر سے پاک ہے۔'' (اشرف الجواب، صفحہ نمبر ۱۶۸)

ان دونوں اقتباسات سے ثابت ہوا کہ تھانوی صاحب کے مطابق اللہ تعالیٰ کو عاشق کہنا ''بے ادبی'' ہے۔ اب دیکھتے جایئے کہ اس فتوی کی زد میں دیوبندیوں کے کون کون سے اکابر آتے ہیں۔

دیوبندیوں کے پیرومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا اللہ پاک کو ''عاشق'' کہنا:

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے لکھا ہے:

خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اس کے
ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یا رسول اللہ

(کلیات امدادیہ، ص ۲۰۵، مطبوعہ دار الاشاعت، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

اس شعر میں حاجی صاحب نے واضح طور پر اللہ تعالیٰ کو ''عاشق'' کہا ہے۔

دیوبندیوں کے امام مولوی قاسم نانوتوی کا اللہ پاک کو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ''عاشق'' کہنا:

اسی طرح دیوبندی فرقہ کے بانی مولوی مولوی قاسم نانوتوی نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شان میں ایک قصیدہ لکھا، جس میں وہ کہتے ہیں کہ:

خدا ترا، تو خدا کا حبیب اور محبوب
خدا ہے آپ کا عاشق، تم اسکے عاشقِ زار

(قصیدہ بہاریہ، بحوالہ مجلّہ محبت: ا، صفحہ ۱۷، کراچی۔
زیر سرپرستی صوفی اقبال خلیفہ مولوی زکریا کاندھلوی دیوبندی)

اب اس شعر میں دیوبندی فرقہ کے بانی مولوی قاسم نانوتوی نے خداتعالیٰ کو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کا عاشق کہا ہے۔

سراج الیقین دیوبندی کا شاہ ہدایت اللہ کو ''معشوق اللہ'' کہنا:

اسی طرح دیوبندی سراج المحققین مولوی سراج الیقین دیوبندی نے اپنا شجرہ قادریہ رزاقیہ لکھتے ہوئے شاہ ھدایت اللہ کا ذکر اس انداز میں کرتے ہیں:

''حضرت شاہ ہدایت اللہ، عاشق اللہ، معشوق اللہ''

(حوالہ شمس العارفین، صفحہ نمبر ۳، مطبوعہ المکتبہ العزیزیہ، ۱۳۔ اُردو بازار، لاہور)

یہاں دیوبندی مولوی سراج الیقین نے شاہ ہدایت اللہ کو ''معشوق اللہ'' کہا ہے۔

دیوبندیوں کے امیر شریعت مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری دیوبندی کا اللہ پاک کو ''عاشق'' کہنا:

اسی طرح دیوبندی شریعت کے امیر عطا اللہ شاہ بخاری نے اپنی تقریر میں نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کی معراج کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

''میرے ہالیو (ہل جوتنے والو) اللہ کا محبوب، عاشق کے گھر کو چلا''

(حوالہ سوانح وافکار سید عطا اللہ شاہ بخاری، صفحہ نمبر ۲۸۷)

مذکورہ بالا حوالہ جات میں (۱) حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (۲) مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی (۳) سراج الیقین دیوبندی (۴) اور مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری دیوبندی نے اللہ تعالیٰ کو ''عاشق'' کہا ہے، لہٰذا مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کے فتوی کے مطابق مذکورہ دیوبندی اکابر، اللہ تعالیٰ کے ''بے اَدب'' قرار پا گئے۔

☆......☆......☆......☆

نوٹ: یہ مضمون ''مولوی ابوایوب دیوبندی'' کو آئینہ دکھانے کے لیے لکھا گیا ہے۔

تبصرۂ کُتُب

نام کتاب: تحفظِ اہل سنت و جماعت (جلد اوّل)

مؤلف: ڈاکٹر قاری ابواحمد محمد ارشد مسعود اشرف چشتی

صفحات: ۴۷۲

باہتمام: ناشرِ مسلکِ اہلِ سنت، پیکرِ اخلاص، ضیغمِ اسلام، حضرت علامہ مولانا سید مظفر حسین شاہ قادری مُدَّظِلُّہٗ الْعَالِی

ناشر: مکتبہ منظرالاسلام، پاکستان

اسٹاکسٹ: مسلم کتابوی، داتا دربار مارکیٹ، لاہور 03214477511

دُشنام باز ساجدخان دیوبندی کی کتاب ''دفاع اہل السنۃ'' کے جواب کی پہلی جلد شائع ہوگئی ہے، مزید پر کام جاری ہے، یہ کتاب مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ اور کراچی میں موجود اہلِ سنت کے کتب خانوں سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

نام کتاب: کَشْفُ الْمَحْجُوب

مؤلف: حضرت سید علی بن عثمان الہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

مترجم: مولانا غلام معین الدین نعیمی

تخریج وتصحیح وتعلیقات: مولانا عاطف سلیم نقشبندی (صفحات: ۷۵۰)

ناشر: پروگریسو بکس، یوسُف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور

رابطہ نمبر: 03214146464

اِدارہ پروگریسو بکس، اُردو بازار، لاہور نے کچھ عرصہ میں نہایت مفید اور علمی کتب شائع کی ہیں، انہی کتب میں حضرت سید علی بن عثمان الہجویری المعروف داتا گنج بخش

لاہوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی مشہور و معروف کتاب ''کشف المحجوب'' بھی شامل ہے، یہ کتاب پاکستان کے کئی اِدارے شائع کر رہے ہیں، لیکن زیرِ تبصرہ نسخہ چند وجوہ سے ان میں نمایاں حیثیت کا حامل ہے، اس نسخہ میں موجود احادیث کی تخریج ابواب اور رقم الحدیث کی نشاندہی کے ساتھ کی گئی ہے، اس میں مذکور صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ومشائخِ عظام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا تعارف حاشیہ میں نقل کر دیا گیا ہے، نیز جا بجا تعلیقات کا اہتمام بھی کیا گیا ہے، یوں اس نسخہ کی افادیت دوچند ہوگئی ہے، کتاب کا طباعتی معیار بھی عمدہ ہے جس سے کتاب کا حُسن دوبالا ہوگیا۔ ''کشف المحجوب'' کا یہ نسخہ اہلِ ذوق کو دعوتِ مطالعہ دے رہا ہے۔

☆☆☆☆☆

نام کتاب: فَضَائِلُ الصَّحَابَۃ (حضرت امام احمد بن حنبل شیبانی۔۲۴۱ھ)

مع: ثناء القرَابَۃ علی الصحَابَۃ (امام ابوالحسن دارقطنی۔۳۸۵ھ)

مع: النّھی عَن سَبّ اصحَاب الرَّسُول (امام حافظ محمد بن واحد ضیاء الدین مقدسی۔۶۴۳ھ)

صفحات: ۸۶۸

محرّک: مولانا عاطف سلیم نقشبندی

ناشر: پروگریسو بکس، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور

رابطہ نمبر 03214146464

فضائل وعظمتِ صحابۂ کرام کے موضوع پر امام احمد بن حنبل، امام ابوالحسن دارقطنی، امام محمد بن عبدالواحد ضیاء الدین مقدسی کی کتب کا اُردو ترجمہ شائع ہوگیا ہے، اس کے محرک مولانا عاطف سلیم نقشبندی ہیں، جن کی تحریک سے متعدد علمی کتب شائع ہوچکی ہیں۔

☆☆☆☆☆

نوٹ: کتابوں پر تبصرہ سرسری مطالعہ کے بعد کیا جاتا ہے۔ کتاب کے ہر ہر لفظ سے ادارہ اتفاق ضروری نہیں۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں ایسے حقائق جن کو جان کر
ایک شریف اور دین دار آدمی کا سر شرم سے جھک جائے

مولوی اِلیاس گھمن دیوبندی
اپنے کردار کے آئینے میں

(جلد اوّل)

مؤلّف
میثم عباس قادِری رضوی

ناشر
اِدارہ تحفظِ عقائدِ اہلِ سُنّت و جماعت، پاکستان